يد الله على الجماعة ترمذی لا جماعة الا بامارة دارمی

بسم الله الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ تنظیم اہلِ حدیث لاہور

جماعت اہلحدیث کا خصوصی ترجمان

بانی: مجتہد العصر مفتی دوراں حضرۃ العلام محدث حافظ محمد عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ

بیادا: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ

حافظ محمد جاوید روپڑی رحمہ اللہ

نگران اعلیٰ: صاحبزادہ عارف سلمان روپڑی

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی

جلد 59 | شمارہ 18 | جمعۃ المبارک 27 فروری تا 5 مارچ 2015 | فون 042-37656730 | فیکس 042-37659847

خادم الحرمین الشریفین ملک سلمان حفظہ اللہ کا پیغام انسانیت کے نام!

دہشت گردی کے خلاف مکہ مکرمہ میں چارروزہ بین الاقوامی کانفرنس شروع ہے جس میں پاکستان سمیت دنیا بھر کے 400 سے زائد سکالرز نے شرکت کی، خادم الحرمین الشریفین ملک سلمان بن عبدالعزیز حفظہ اللہ نے کہا کہ ہرسطح پر دہشت گردوں کی حوصلہ شکنی کی جائے، ان کا یہ بیان گورنر مکہ نے پڑھ کر سنایا جس میں انھوں نے کہا کہ دہشت گردی ایک ایسی لعنت ہے جو انتہاء پسندی کا نظریہ پیش کرتی ہے۔ یہ ہماری مسلم قوم اور پوری دنیا کے لیے ایک خطرہ ہے لہٰذا دہشت گردی سے نمٹنے کے لیے مؤثر حکمت عملی اپنائی جائے۔

کانفرنس میں پاکستان کی نمائندگی وفاقی وزیر مذہبی امور سردار محمد یوسف کررہے ہیں۔ مسلم ورلڈ لیگ کے زیراہتمام افتتاحی اجلاس کی صدارت خادم الحرمین الشریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز نے کی۔ کانفرنس کا افتتاح گورنر مکہ شہزادہ خالد الفیصل نے کیا۔ 22 فروری سے شروع ہونے والی کانفرنس 25 فروری تک جاری رہے گی۔ اے ایف پی کے مطابق جامعہ الازہر کے سربراہ احمد الطیب نے مذہبی انتہاء پسندی روکنے کے لیے مسلم ممالک میں تعلیمی اصلاحات کرنے پر زور دیا ہے انھوں نے کہا انتہاء پسندی قرآن وسنت کی غلط تشریح کا نتیجہ ہے۔ مسلم دنیا میں اتحاد و یکجہتی کے لیے ضروری ہے کہ سکولوں اور یونیورسٹیوں میں یہ معاملہ ٹھیک کیا جائے۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور 9 فروری 2015)

درس حدیث

حافظ عبدالوحید روپڑی (سرپرست جماعت اہلحدیث)

حصولِ امن کے سنہری اصول بزبانِ رسول مقبول

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى أُمِّ السَّائِبِ أَوْ أُمِّ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ: مَا لَكِ، يَا أُمَّ السَّائِبِ أَوْ يَا أُمَّ الْمُسَيَّبِ تُزَفْزِفِينَ؛ قَالَتْ: الْحُمَّى لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيهَا فَقَالَ: لَا تَسُبِّي الْحُمَّى فَإِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ كَمَا يُذْهِبُ الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ. ''سیدنا جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ام سائب رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا وجہ ہے کہ تو سخت کانپ رہی ہے؟ اُس نے عرض کیا کہ بخار کی وجہ سے، اللہ اس میں برکت نہ فرمائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: بخار کو برا بھلا مت کہو کیونکہ بخار لوگوں کے گناہوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔'' (مسلم کتاب البر والصلة باب ثواب المومن فيما يصيبه من مرض اوحزن ج 8 جزء16 ص112 رقم الحدیث:2575)

انسان کو پیدا فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کی ہدایت کے اسباب پیدا فرمائے ہیں اگر انسان اسباب پر غور وفکر کرے تو اسے صراط مستقیم با آسانی مل جاتا ہے ان اسباب میں سے بیماری اور پریشانی کا آنا بھی ہے، بسا اوقات یہی بیماری اور پریشانی انسان کی ہدایت کا سبب بنتی ہے اسی وجہ سے انسان اپنے مالک وخالق کی نافرمانی کو چھوڑ کر راہِ راست پر آجاتا ہے، اگر اسی بیماری اور پریشانی پر غور وفکر نہ کیا جائے تو بسا اوقات اس کی وجہ سے انسان گمراہی کی تاریکیوں میں گم ہو جاتا ہے لیکن اس کے برعکس ایک مومن کے لیے یہی بیماری و پریشانی اس کی خطاؤں کا کفارہ اور درجات کی بلندی کا سبب بنتی ہے کیونکہ بیماری اور پریشانی کا آنا اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے۔

ایک مومن اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی چیز پر کبھی جزع وفزع نہیں کرتا بلکہ اس پر صبر سے کام لیتا ہے تو اسی بیماری کی وجہ سے وہ گناہوں سے پاک صاف ہو کر جنت میں ایسے مقام اور مرتبے کا حق دار بن جاتا ہے جسے وہ اپنے اعمال کی وجہ سے حاصل کرنے سے قاصر تھا اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے بیماری کو برا کہنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ بیماری خود نہیں آتی بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا جاتا ہے لہٰذا اس کو برا کہنا حقیقت میں اسے بھیجنے والے سے نفرت کا اظہار ہوتا ہے جو کہ مومن کے لیے کسی حالت میں بھی جائز نہیں، جیسا کہ حدیث میں سیدنا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص کو تیز بخار تھا اور رسول اللہ ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے: أَبْشِرْ فَإِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ هِيَ نَارِي أُسَلِّطُهَا عَلٰى عَبْدِيَ الْمُؤْمِنِ فِي الدُّنْيَا لِتَكُونَ حَظَّهُ مِنَ النَّارِ فِي الْآخِرَةِ. ''خوش ہو جا بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بخار میری آگ ہے میں دنیا میں اپنے مومن بندے کو اس لیے اس میں مبتلا کرتا ہوں تا کہ قیامت کے دن یہ اس کے لیے جہنم کا عوض بن جائے۔'' (ابن ماجہ کتاب الطب باب الحمی ص 581 رقم الحدیث:3470)

(بقیہ ص:18)

جماعت اہل حدیث کا خصوصی ترجمان
ہفت روزہ تنظیمِ اہلِ حدیث لاہور

مدیر انتظامی
حافظ عبدالوہاب روپڑی
فاضل اُم القریٰ مکہ مکرمہ

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر: حافظ عبدالجبار مدنی
معاون مدیر: مولانا شاہد محمود جانباز
مینجر: حافظ عبدالظاہر عاقب 0300-8001913
Abdulzahir143@yahoo.com
کمپوزنگ: وقار عظیم بھٹی 0300-4184081

فہرست

درس حدیث	1
اداریہ	2
الاستفتاء	5
تفسیر سورۃ الاعراف	7
عبادلہ ثامنہ	10
حدیث قرطاس اور اس کی حقیقت	13

زرتعاون

فی پرچہ.......10 روپے
سالانہ.......500 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمن گلی نمبر 5 چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

پاکستانی پارلیمنٹ کے ایوان بالا (سینٹ) کے انتخابات

امین اور صادق کسے کہتے ہیں؟

دنیا کے ہر ملک میں مجلسِ قانون ساز ہوتی ہے، یہ الگ بحث ہے کہ کیا کسی اسلامی ملک میں کسی ادارے کو قانون ساز کہا جاسکتا ہے؟ کیونکہ قانون ساز اللہ رب العالمین ہے لہٰذا مسلمان ممالک میں کوئی ادارہ نفاذ قانون کو عملی شکل دینے کے لیے تو بنایا جاسکتا ہے لیکن چونکہ اسلامی ممالک میں بھی قانون سازی اسمبلیاں ہی کررہی ہیں اس لیے میں اس مسئلہ کی تفصیلات یہاں تحریر نہیں کررہا۔ کسی ملک کی قانون ساز اسمبلی ایک ایوانی ہے اور کسی ملک کی پارلیمنٹ دوایوانی ہے۔ پاکستان کی پارلیمنٹ بھی دوایوانی ہے، ایوانِ زیریں قومی اسمبلی اور ایوانِ بالا سینٹ کہلاتا ہے۔ قومی اسمبلی کے ارکان حلقے کے ووٹر منتخب کرتے ہیں اور ان کی تعداد بھی آبادی کی مناسبت سے ہوتی ہے۔ اس لیے صوبوں کو آبادی کے لحاظ سے نشستیں ملتی ہیں جبکہ سینٹ میں صوبوں کو برابری کی بنیاد پر نمائندگی دی جاتی ہے۔ ارکان سینٹ کا انتخاب براہِ راست عوام نہیں بلکہ ارکان اسمبلی کرتے ہیں۔

پارلیمنٹ کا کام قانون سازی ہوتا ہے اس لیے نمائندوں کو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونا چاہیے تاکہ وہ ریاست کے لیے اچھے قوانین بنا سکیں۔ انھیں دنیا کے مختلف بالخصوص ترقی یافتہ ممالک کے دساتیر کا علم ہونا چاہیے۔ اپنے عوام کی فلاح و بہبود ان کی معاشرتی، معاشی ضروریات، ٹیکسوں کی افادیت اور عوام کی مالی حالت حتیٰ کہ ملکی بجٹ کی جزئیات تک انھیں معلوم ہونی چاہئیں۔ ایوانِ بالا میں ہر پارٹی بالخصوص اکثریتی پارٹی اعلیٰ تعلیم یافتہ ٹیکنو کریٹ قانون دان اور ایسے اہل افراد کو لاتی ہے جو قانون کو ہر خامی سے پاک کرسکیں کیونکہ ایوان زیریں سے بل پاس ہوکر مزید غور و خوض کے لیے ایوان بالا میں جاتا ہے۔ یہاں وہ ماہرین چُن کر لائے جاتے ہیں جو نہ صرف پارٹی کی نیک نامی کا باعث بنیں بلکہ اپنے علم اور تجربے سے قوم کو بھی بہرہ ور کریں۔ آئین میں پارلیمنٹ کے ہر رکن کے لیے امین اور صادق ہونے کی شرط لازمی رکھی ہے۔ اگر کوئی رکن پارلیمنٹ امین اور صادق کے معیار پر پورا نہ اُترے تو الیکشن کمیشن اس کی رکنیت کو ختم کردے گا۔

الیکشن میں اُمیدواروں کے اخراجات کی ایک حد مقرر کی گئی ہے، پہلے تو صوبائی اسمبلی کے لیے پچیس

ہزار روپے اور قومی اسمبلی کے اُمیدوار کے لیے پچاس ہزار روپے تھی لیکن اب مہنگائی کی وجہ سے یہ حد اڑھائی لاکھ اور پانچ لاکھ روپے کردی گئی ہے۔ جس سے امیدوار اپنے اشتہارات، مہمانوں کی تواضع اور جلسے وغیرہ کا اہتمام کرے گا۔ پہلے اُمیدوار کے لیے تعلیمی قابلیت کی شرط نہیں رکھی گئی تھی۔ پرویز مشرف نے بی ،اے تک تعلیم کی شرط عائد کردی۔ اگر ایک رکن اسمبلی محض پارلیمنٹ کے اندر محض قانون سازی تک اپنے آپ کو محدود رکھے جو اس کے منصب کا حقیقی تقاضا ہے تو اس منصب میں کوئی خاص کشش نہیں رہتی۔ بدقسمتی سے وطن عزیز میں ارکانِ پارلیمنٹ کو غیر قانونی، غیر اخلاقی طور پر اتنا بااختیار بنا دیا گیا ہے کہ اس کے حلقۂ انتخاب میں جتنی ترقیاتی اسکیمیں ہیں وہ ان کا کُلی انچارج ہے یعنی کروڑوں بلکہ اربوں روپے کے ترقیاتی کام بطور رشوت برسر اقتدار پارٹی اسے دیتی ہے۔ پورے حلقۂ انتخاب میں تمام محکموں میں تقرریاں اور تبادلے اس کے حکم سے ہوتے ہیں۔ پٹواری سے لے کر D.C.O تک اور ہیڈ کانسٹیبل سے لے کر D.P.O تک اس کی مرضی اور منشاء سے لگائے جاتے ہیں۔ غالب ارکان اسمبلی میں سے اکثریت ایسے صادق اور امینوں کی ہوتی ہے کہ جنھوں نے تقرری اور تبادلے کے ریٹ مقرر کیے ہوتے ہیں۔ اپنے منظور نظر ٹھیکیدار سے کام کروائے جاتے ہیں، ہر کام کروانے کے لیے اپنے مڈل مین مقرر کیے ہوئے ہیں۔ مخالفین پر جھوٹے مقدمے قائم کرانا، مجرموں کی پشت پناہی کرنا یہ تو معمول کے کام ہیں یہی وجہ ہے کہ اسمبلی کی رکنیت وطن عزیز میں بہت بڑا بزنس بن چکا ہے، امانت اور صداقت تو بے چاری اسی وقت شرم سے منہ چھپالیتی ہے جب کروڑوں روپے الیکشن پر بڑے ڈھڑلے سے خرچ کیے جاتے ہیں اور الیکشن کمیشن میں اخراجات کی تفصیل قانونی حدود میں داخل کی، بے چاری امانت اور صداقت دوسری بار پھر شرم سے پانی پانی ہوجاتی ہے جب اربوں پتی ارکان اسمبلی چند لاکھ کے مالک بنتے ہیں اس امانت و صداقت کے معیار پر دنیادار اور دین دار دونوں برابر ہیں۔ سیاست تو اب باقاعدہ بزنس بن چکا ہے، کروڑوں خرچ کرو اور اربوں پتی بنو۔

میں ذاتی طور پر ایسے ارکان اسمبلی کو بھی جانتا ہوں جن کی شہرت قبضہ گروپ کے طور پر ہے۔ ہمارے ہاں ذات برادری اور ذاتی مفادات ایسے لوگوں کو آگے پہنچانے میں سیڑھی کا کام دیتے ہیں اور پھر ووٹوں کی خریداری کامیابی کی ضمانت ہے۔ بعض اوقات دیہاتوں میں بڑی دلچسپ صورتحال پیدا ہوجاتی ہے کہ تھانے میں ایم پی اے صاحب ایک فریق کے حمایتی ہیں جبکہ ایم این اے صاحب دوسرے فریق کے طرفدار ہیں۔ دونوں ایک ہی بلکہ برسر اقتدار پارٹی کے رکن ہیں، پولیس بے چاری خود امتحان میں پڑ جاتی ہے کہ اب شیر اور چیتے کی لڑائی کے درمیان میں بکرا بے چارہ کیا کرے؟

ضلع بہاولنگر میں ایک سینیٹر صاحب D.P.O سے شکایت کررہے تھے کہ تم میرے کام نہیں کرتے، میرا مخالف ایم پی اے جو کہتا ہے وہ کام ہوجاتا ہے D.P.O نے انھیں خوش کرنے کے لیے کہہ دیا کہ وہ ایم پی اے بھونکتا بہت ہے۔ اس کا مطلب تو یہ تھا کہ وزیر اعلیٰ کو میرے خلاف الٹی سیدھی باتیں کرتا ہے اس لیے اس کا منہ بند کرنے کے لیے اس کے کام کردیتا ہوں۔ سینیٹر صاحب کمرے سے باہر نکلے اور کتے کی طرح بھونکنا شروع کردیا۔ اردلی نے D.P.O کو بتایا کہ باہر تو مجمع لگا ہوا ہے اور سینیٹر صاحب بھونک رہے ہیں۔ سینیٹر صاحب کا کزن اس وقت وزیر اعظم کے ''پنج پیاروں'' میں شمار ہوتا تھا، بڑی منت سماجت کرکے ان کا غصہ ٹھنڈا کیا۔ ادھر خواتین ارکان اسمبلی جو مخصوص نشستوں پر ارکان اسمبلی کے ووٹوں سے منتخب ہوتی ہیں ان کے انتخاب کے بارے میں یہ صفحات تو متحمل نہیں ہوسکتے۔ البتہ ایک دفعہ پنجاب اسمبلی کی معزز اراکین اسمبلی آپس میں اجلاس کے دوران ہی لڑ پڑیں اور انھوں نے ایک دوسری کو کھری کھری سنائیں کہ وہ کس طریقے سے منتخب ہوکر آئیں ہیں۔ اگر کہیں سے ان معززات والی لڑائی پر مبنی اخبار مل جائے یا کسی نے ان دنوں کے اخبارات میں ان کے طریق انتخاب کو پڑھا ہو تو مرد و زن معزز ارکان اسمبلی کا کافی حد تک تعارف ہوجاتا ہے، اگر پھر بھی کسی کی سمجھ میں نہ آئے تو قومی اسمبلی کی معزز رکن اسمبلی اور وفاقی وزیر کی لڑائی جو اخبارات کی زینت بنی تھی وہ ان ارکان کی امانت و صداقت کے ساتھ ساتھ شرافت کی بھی قلعی کھول دے گی۔

پرویز مشرف نے جب بی اے کی شرط عائد کی تو معزز حضرات و خواتین قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے اراکین منتخب ہوگئے اور پھر ڈگریوں کی چھان بین کا سلسلہ شروع ہوا تو ان اراکین کا تو مجھے علم نہیں البتہ ہر شریف شہری کا سر شرم سے ضرور جھک گیا تھا کہ یہ ہمارے اراکین اسمبلی ہیں۔ جمشید دستی نے پارلیمنٹ کی رنگین راتوں سے ذرا سا پردہ سرکایا تو جو بھونچال آیا وہ پوری قوم نے دیکھا۔ یہ میرا موضوع نہیں ہے یہ تو میں نے تمہیداً تعارف کرایا ہے، میرا اصل موضوع 5 مارچ کو ہونے والے ایوان بالا یعنی سینٹ کی باون نشستوں پر ہونے والے انتخابات ہیں۔ ہم جیسے عوام کو تو کسی اندر کی لڑائی کے ذریعے کچھ معلوم ہوجاتا ہے ورنہ رموز مملکت تو خویش خسرواں ہی جانتے ہیں ہم تو یہ سن رہے تھے کہ ایوانِ بالا کے نصف ارکان کی رخصتی پر پانچ مارچ کو خالی نشستوں پر الیکشن ہوگا۔

سب سے پہلے عمران خان نے جلسہ عام میں انکشاف کیا کہ سینٹ الیکشن میں فی رکن اسمبلی بولی دو کروڑ تک پہنچ گئی ہے۔ ہم نے تو یہی سمجھا کہ خان صاحب کو اپنی پارٹی کے استعفوں پر پچھتاوا ہوگا کہ فی ممبر دو کروڑ روپے سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اس کے بعد امیر جماعت اسلامی جناب سراج الحق نے بھی ارکان اسمبلی کی نیلامی کا رونا رویا اور ہم نے ''مستند ہے ان کا فرمایا ہوا'' تسلیم کرلیا۔ پھر تو چاروں طرف سے آوازیں آنے لگیں۔ بھیڑ بکریوں کی منڈیاں تو عام لگتی ہیں لیکن اب پوری دنیا الیکٹرک اور پرنٹ میڈیا پر دیکھ رہی ہے کہ انسان اور وہ بھی عام انسان نہیں بلکہ لاکھ سوا لاکھ کے انسانوں کے نمائندہ برائے فروخت ہیں۔ میرے سامنے 17 فروری کا روزنامہ ایکسپریس ملتان ہے جس نے بعض پارلیمانی ذرائع کے حوالے سے خبر شائع کی ہے کہ سینیٹر منتخب ہونے کے لیے بولی پچیس کروڑ دس لاکھ تک پہنچ چکی ہے۔ اخباروں نے مزید لکھا ہے کہ لوگ پچیس اور تیس کروڑ روپے بریف کیسوں میں ڈالے ہوئے اسلام آباد ڈیرے جمائے ہوئے ہیں۔

اتوار 22 فروری کے روزنامہ ایکسپریس میں جناب لیاقت بلوچ کا بھی بیان چھپا ہے جس میں سینٹ الیکشن میں ووٹوں کی خریداری مذکور ہے، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ملک کی تمام اخبارات دہائی دے رہی ہیں کہ سینٹ انتخابات میں ووٹ خریدے جارہے ہیں۔ سیاستدان بیان دے رہے ہیں۔ آخر الیکشن کمیشن کو یہ سب کچھ نظر کیوں نہیں آرہا؟ جو شخص پچیس تیس کروڑ روپے خرچ کرکے ایوان بالا کا رکن بنے گا کیا وہ محض قانون سازی تک اپنے آپ کو محدود رکھے گا؟ اُس نے آخر اپنی خرچ کی ہوئی رقم سے کئی گنا زیادہ کمانا ہے جب آئین سازی کے ایوان ہی کرپشن کے گڑھ بن جائیں تو ملک میں امانت و دیانت کہاں نظر آئے گی؟ مجھے ان پر تنقید کرتے ہوئے خوف بھی لاحق ہے کہ ان کا استحقاق بھی بہت نازک ہے جو ایسے ہی مجروح ہوجاتا ہے لیکن کہے بغیر رہ بھی نہیں سکتا۔

ایک لشکر ہے کہ بکنے پہ تلا بیٹھا ہے
بے ضمیروں نے حمیت کو بھلا ڈالا ہے

روزنامہ ایکسپریس 22 فروری میں جماعت اسلامی کے جنرل سیکرٹری جناب لیاقت بلوچ کی پریس کانفرنس شائع ہوئی ہے۔ انھوں نے بھی اسی الزام کو دہرایا ہے کہ امیدواران سینٹ ووٹ خرید رہے ہیں۔ جمعیۃ علمائے اسلام کے ایک رہنما کا بیان چھپا ہے کہ اتنی مہنگی سیٹ ہم کیسے خرید سکتے ہیں؟ افسوس ہے کہ کس تواتر کے ساتھ سیاستدانوں کے بیانات زینت اخبارات بن رہے ہیں۔ ترقی یافتہ ممالک میں اگر ایسا ایک بیان کسی رہنما کا بھی چھپ جاتا تو پورے ملک کی سیاست میں بھونچال آجاتا لیکن وطن میں یہ خبریں یوں پڑھ لی جاتی ہیں جیسے محلے کے کسی کونسلر کی شادی کی خبر پڑھ لی جاتی ہے۔ انہی بکنے والوں اور خریدنے والوں میں سے وفاقی کابینہ کے وزراء منتخب ہوں گے جو وطن عزیز کے مؤقر محکموں کے سربراہ ہوں گے یعنی یہ لوگ ہمارے حکمران ہیں۔

بلاشبہ اس اسمبلی میں نیک نام، صالح، علمائے دین بھی ہیں اور عفت مآب میری بہنیں بھی ہیں لیکن اکثریت ان کی ہے جو کروڑوں خرچ کرکے اس ایوان میں آتے ہیں اور اربوں کماتے ہیں اور جن کے کردار جمشید دستی کے بیان کا عکس ہیں انھیں شاید یہ معلوم نہیں کہ ان کے اس کردار سے وہ قعرِ مذلت میں تو گرتے ہی ہیں نوجوان نسل خصوصاً جو اعلیٰ تعلیم یافتہ بھی ہیں اور ان لوگوں کی وجہ سے اپنے حق سے محروم رہتے ہیں، وہ ان نوجوانوں کے قلوب واذہان کو نفرتوں سے بارود بنا رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی اس نظام کو بدلنے اور انقلاب کی بات کرتا ہے تو نوجوان اس کے گرد اژدحام کرلیتے ہیں یہ اس لیڈر کی مقبولیت نہیں بلکہ موجودہ نظام سے نفرت کا اظہار ہوتا ہے اور جب وہ محسوس کرتے ہیں کہ انقلاب کے نام پران سے دھوکہ ہوا ہے تو وہ اس شخص کو تو چھوڑ دیتے ہیں لیکن ان کے دلوں میں نفرتوں کے الاؤ بدستور کھول رہے ہوتے ہیں۔ حکمرانوں سے دردمندانہ اپیل ہے کہ اگر وہ واقعی اس ملک اور قوم سے مخلص ہیں تو پارلیمنٹ کو قانون سازی تک محدود کریں۔ ترقیاتی اسکیموں کی آڑ میں انھیں سڑکوں اور نالیوں کے ٹھیکیدار نہ بنائیں۔ ضلعی انتظامیہ، پولیس اور سرکاری محکموں کو ان سے آزادی دلوائیں ملازمین کی تقرری اور تبادلے میں ان کی مداخلت ختم کریں، پارلیمنٹ لاجز، چیلپز ہاؤس اور دیگر اسمبلیوں کے ہاسٹلز کی اعلیٰ افسروں سے سخت نگرانی کرائیں بدکرداروں کے خلاف قانون کے مطابق کاروائی کریں، موجودہ سینٹ کے انتخابات میں خرید وفروخت کا سختی سے سدباب کریں۔ اگر حکومت ارکان اسمبلی کو کنٹرول کرنے میں کامیاب ہوجاتی ہے تو یقیناً ملک کے ستر فیصد سے زیادہ مسائل حل ہوجائیں گے۔ جب یہ معزز ارکان خود افسروں سے ناجائز کام نہیں کرائیں گے تو انھیں ناجائز کام کرنے بھی نہیں دیں گے، جب خود نوکریاں فروخت نہیں کریں گے تو میرٹ کی نگرانی بھی کریں گے۔

الاستفتاء

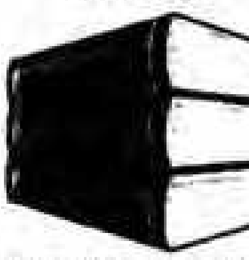

میت کا کسی کو حج کے لیے رقم دینا اور آدمی کا اسے ذاتی مصرف میں لانا اور اس کی واپسی کا شرعی حکم

سوال: میرے برادر نسبتی محمد شمعون کی کوئی اولاد نہیں، نہ ہی اس کے والدین ہیں اور نہ ہی کوئی بہن اور بھائی زندہ ہے اُس نے اپنی وفات کے چند ایام قبل مجھے اپنی طرف سے حج بدل کرنے کے لیے کچھ رقم ادا کی اور رقم کی ادائیگی کے چند دن بعد وہ وفات پا گیا لیکن حکومت کی طرف سے حج پالیسی کا اعلان ہونے سے پہلے ہی مجھ سے کسی نے کاروبار کے لیے رقم لی، اُس رقم میں اس حج والی رقم کے علاوہ کچھ میری رقم بھی موجود تھی لیکن مجھے بعد میں علم ہوا کہ کاروبار کے نام پر میرے ساتھ فراڈ ہو گیا ہے، مجھے اس رقم کی واپسی کی کوئی اُمید نہیں اگر کوشش کرنے کے بعد یہ رقم واپس مل بھی جاتی ہے تو یہ رقم کم ہونے کی بنا پر اس سے حج ممکن نہیں کیونکہ اب حج کے اخراجات کہیں زیادہ ہو گئے ہیں اور میرے پاس بھی اتنی طاقت نہیں کہ باقی ماندہ رقم میں اپنی طرف سے ڈال کر کسی کو میت کی طرف سے حج کرنے کے لیے بھیج سکوں۔ میری کچھ زرعی زمین اور ایک پرچون کی دکان ہے جس سے میں اپنی گزران کرتا ہوں۔ مجھے بتلائیں کیا ان دونوں صورتوں (فراڈ کے ساتھ ضائع ہونے والی رقم واپس مل جانے یا واپس نہ ملنے کی صورت) میں میرے لیے کیا حکم ہے؟ کہ شرعاً میں یہ رقم واپس کرنے کا پابند ہوں یا نہیں؟ اگر رقم واپس کرنے کا پابند ہوں تو وہ میں کس کو دوں؟ کیونکہ میرے علاوہ اور کوئی مجھ سے زیادہ قریبی زندہ موجود نہیں۔ کیا میں یہ رقم کسی دینی ادارہ یا کسی اور رفاہی مد میں خرچ کر سکتا ہوں یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ سائل: محمد اسلم بنگلہ گوگیرہ، اوکاڑہ

الجواب بعون الوہاب: زندگی کے ہر شعبہ میں انسان کو شریعت مطہرہ سے رہنمائی حاصل کرنی چاہیے تا کہ انسان اپنی زندگی کو ایک اچھے طریقے سے گزار سکے اگر شریعت مطہرہ سے رہنمائی حاصل نہ کی جائے یا اسے نظر انداز کر دیا جائے تو یہی چیز انسانی زندگی میں بگاڑ، اختلاف، باہمی افتراق و انتشار کا سبب بن جاتی ہے۔ اگر ہم فی نفسہ مسئلہ میں شریعت کے مقرر کردہ اصولوں اور ضابطوں کے مطابق غور وخوض کریں تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ محمد شمعون کا سائل (محمد اسلم) کو رقم دینا دو حال سے خالی نہیں تھا: (۱) رقم دیتے وقت محمد شمعون نے سائل کو بطور قرض بوقت ضرورت یہ رقم استعمال کرنے کی اجازت دی ہو (۲) بوقت ضرورت یہ رقم بطور قرض استعمال کرنے کی اجازت نہ دی ہو۔

پہلی صورت میں اگر سائل کو بوقت ضرورت بطور قرض یہ رقم استعمال کرنے کی اجازت دی گئی تھی تو یہ رقم قرض کہلائی اور قرض کسی صورت معاف نہیں ہوتا جب تک قرض لینے والا اپنی خوشی سے اس کو معاف نہ کرے یا قرض کی ادائیگی کر دی جائے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نماز جنازہ پڑھانے سے پہلے اس بات کا یقین کر لیتے کہ میت کے ذمے قرض تو نہیں، قرض ہونے کی صورت میں آپ اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھاتے تھے جیسا کہ سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص کا جنازہ لایا گیا تو آپ ﷺ نے سوال کیا: هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ کیا اس کے ذمے قرض ہے؟ انھوں نے کہا ہاں، آپ ﷺ نے دریافت کیا کیا اس نے اتنی جائیداد چھوڑی ہے کہ اس کا قرض ادا ہو جائے تو آپ نے نفی میں جواب پاتے ہی فرمایا: صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ "تم اپنے ساتھی پر نماز جنازہ پڑھو" تو سیدنا ابوقتادہ ؓ نے عرض کی: صَلِّ عَلَيْهِ يَا رَسُولَ اللهِ وَعَلَيَّ دَيْنُهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ "اے اللہ کے رسول آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں اس کا قرض میرے ذمہ ہے، پس آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔" (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الحوالات باب ان احال

دین المیت علی رجل جاز ج10 ص102 رقم الحدیث 2289)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: يُغْفَرُ لِلشَّهِيدِ كُلُّ ذَنْبٍ إِلَّا الدَّيْنَ۔ ''قرض کے علاوہ شہید کے تمام گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔'' (مسلم کتاب الامارۃ باب من قتل فی سبیل اللہ ج7 جزء13 ص26 رقم الحدیث: 1886)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ ''میت کی وراثت اس کی وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد تقسیم کی جائے۔'' (النساء: 11) اسی طرح سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهِ حَتَّى يُقْضَى عَنْهُ۔ ''مومن کی روح اس کے قرضے کی وجہ سے معلق رہتی ہے حتیٰ کہ اس کی طرف سے قرض ادا کردیا جائے۔'' (ابن ماجہ کتاب الصدقات باب فی التشدید فی الدین رقم الحدیث: 2413 ترمذی رقم الحدیث: 1078)

اگر دوسری صورت ہو یعنی رقم لیتے وقت سائل کو اس کے استعمال کی اجازت نہیں دی گئی تھی تو پھر یہ رقم اس کے پاس امانت ہوئی اور اس کو استعمال کرنا امانت میں خیانت ہے جو کہ کسی کے لیے بھی جائز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے امانت کو اس کے اصل مالکوں کی طرف کماحقہ لوٹانے کی تلقین فرمائی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا ''بیشک اللہ تعالیٰ تمہیں امانتوں کو اصل مالکوں کی طرف لوٹانے کا حکم دیتے ہیں۔'' (النساء: 58) اور اس کے علاوہ مالک کی اجازت کے بغیر کسی چیز کو استعمال کرنا غصب کہلائے گا اور کسی اہل ایمان کے لیے کسی کا مال غصب کرنا جائز نہیں لہٰذا سائل کو دونوں صورتوں میں یہ رقم واپس کرنی پڑے گی۔

اب سوال یہ ہے کہ وہ اس رقم کی واپس کس طرح اور کسے کرے؟ سائل کو چاہیے کہ اپنی جائیداد فروخت کرکے میت کی طرف سے کسی ایسے آدمی کو حج کے لیے روانہ کرنا ممکن ہو جس نے پہلے خود حج کیا ہو تو اسے میت کی طرف سے سفر حج پر روانہ کرے۔ اگر سائل نے پہلے اپنا حج کیا ہے تو وہ خود بھی اس کی طرف سے حج کرسکتا ہے۔ اگر میت کی رقم سے حج ممکن نہیں تو پھر اس کی رقم کسی دینی ادارہ پر حصول تعلیم کے لیے خرچ کی جاسکتی ہے کیونکہ حج اور دینی تعلیم کے حصول میں بڑی مماثلت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حج کو بھی جہاد قرار دیا ہے جیسا کہ حضرت اُم معقل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے وقت ہمارے پاس ایک ہی اونٹ تھا اور اس کو بھی میرے خاوند ابومعقل نے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے وقف کردیا تھا رسول اللہ ﷺ کے حج سے فارغ ہونے کے بعد میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا تو ہمارے ساتھ حج کے لیے کیوں نہیں گئی میں نے عرض کی کہ ہم تیار تھے میرا خاوند فوت ہوگیا اور ہمارے پاس ایک ہی اونٹ تھا جو میرے خاوند نے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے وقف کردیا تھا، سواری نہ ہونے کی وجہ سے میں حج نہیں کرسکی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے اس اونٹ پر کیوں نہیں حج کیا فَإِنَّ الْحَجَّ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ''بلاشبہ حج بھی جہاد فی سبیل اللہ ہے۔'' (ابوداود کتاب المناسک باب العمرۃ ص 345 رقم الحدیث: 1989)

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے دینی تعلیم کے حصول کے لیے نکلنا بھی جہاد قرار دیا ہے جیسا کہ سیدنا انس بن مالکؓ سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: مَنْ خَرَجَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَتَّى يَرْجِعَ ''جو شخص علم (دین) کے حصول کے لیے نکلا وہ اللہ کے راستے میں ہے جب تک وہ واپس نہیں لوٹتا۔'' (صحیح الترغیب والترھیب کتاب العلم باب الترغیب فی الرحلۃ فی طلب العلم ج1 ص164 رقم الحدیث: 88)

صورت مسئولہ میں سائل کو حج کے لیے ملی ہوئی میت کی طرف سے رقم ہر صورت واپس کرنی پڑے گی لہٰذا سائل کو چاہیے کہ وہ کوشش کرے کہ خود یا کسی دوسرے شخص کو میت کی طرف سے حج کروائے، اگر یہ صورت ممکن نہ ہو تو پھر اس رقم کو دینی مدارس کے طلباء کی تعلیمی ضروریات پر خرچ کیا جاسکتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے دینی تعلیم کے حصول کے لیے نکلنے والوں کو بھی فی سبیل اللہ میں داخل کیا ہے لہٰذا مذکورہ شخص کو چاہیے کہ پہلی فرصت میں جس طرح بھی ہوسکے اپنے ذمہ قرض یا امانت کو ادا کرے کیونکہ وہ رقم اسے بطور قرض یا امانت دی گئی تھی۔ فقط

تفسیر سورۃ الاعراف

حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

(قسط نمبر 52)

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ مِن بَعْدِهِ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهُ خُوَارٌ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّهُ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيهِمْ سَبِيلًا اتَّخَذُوهُ وَكَانُوا ظَالِمِينَ. وَلَمَّا سُقِطَ فِي أَيْدِيهِمْ وَرَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوا قَالُوا لَئِن لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ. وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِن بَعْدِي أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ وَأَلْقَى الْأَلْوَاحَ وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ قَالَ ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي وَكَادُوا يَقْتُلُونَنِي فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْأَعْدَاءَ وَلَا تَجْعَلْنِي مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ. قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ.

اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے (کوہ طور پر جانے کے) بعد اپنے زیورات سے ایک بچھڑے کا جسم (ڈھانچہ) بنایا جس میں سے بیل کی آواز نکلتی تھی ان لوگوں نے یہ نہ دیکھا کہ نہ تو وہ ان سے کوئی بات کرتا ہے اور نہ ہی ان کو کوئی راستہ دکھا سکتا ہے، پھر بھی انھوں نے اسے معبود بنالیا اور وہ تھے ہی ظلم کرنے والے لوگ (148) اور جب انھیں شرمندگی کا منہ دیکھنا پڑا اور انھوں نے دیکھا کہ وہ گمراہ ہو گئے ہیں تو کہنے لگے کہ اگر ہمارے پروردگار نے ہم پر رحم نہ کیا اور ہمیں معاف نہ کیا تو ہم برباد ہو جائیں گے (149) اور جب موسیٰ علیہ السلام غصے اور رنج میں بھرے اپنی قوم کے پاس واپس آئے تو ان سے کہا میرے جانے کے بعد تم بہت برے جانشین ثابت ہوئے ہو! کیا تم نے اپنے رب کے حکم سے (منہ موڑنے میں) جلد بازی سے کام لیا؟ اور موسیٰ علیہ السلام نے (تورات کی تختیاں زمین پر) ڈال دیں اور بھائی کا سر پکڑ لیا اور اسے اپنی طرف کھینچنے لگے، سیدنا ہارون علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے بھائی جان! بیشک ان لوگوں نے مجھے کمزور سمجھا وہ مجھے قتل کرنے پر اُتر آئے تھے چنانچہ آپ دشمنوں کو مجھ پر ہنسنے کا موقع نہ دیں اور مجھے ظالموں کے ساتھ شامل نہ کریں (150) سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے پروردگار! تو مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما اور تو سب مہربانوں سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔ (151)

مشکل الفاظ کے معانی

حُلِيِّهِمْ	ان کے زیورات
عِجْلًا	بچھڑا
خُوَارٌ	گائے کی آواز
أَسِفًا	افسوس
وَأَلْقَى	ڈال دیں (زمین پر رکھ دیں)
الْأَلْوَاحَ	تختیاں
يَجُرُّهُ	وہ اسے کھینچنے لگا
لَا تُشْمِتْ	نہ تو خوش ہونے کا موقع دے

ماقبل سے مناسبت

سابقہ آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی دعا و مناجات اور نزول تورات کا ذکر فرمایا تھا اور ان آیات کریمہ میں ان چالیس راتوں کی عبادت و ریاضت کے دوران بنی اسرائیل کا گمراہی و شرک میں مبتلا ہو کر غیر اللہ کی عبادت کرنا مذکور ہے۔

التوضیح

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَهُ خُوَارٌ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّهُ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيهِمْ سَبِيلًا اتَّخَذُوهُ وَكَانُوا ظَالِمِينَ۔

موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے مقررہ وعدے کے مطابق کوہِ طور پر تشریف لے گئے اور اپنا نائب اپنے چھوٹے بھائی ہارون علیہ السلام کو بنا کر بنی اسرائیل کی قیادت ان کے سپرد کر گئے اور تاکیداً یہ نصیحت بھی کی کہ بنی اسرائیل کا ماضی ہمارے سامنے ہے اور یہ ایک بگڑی ہوئی قوم ہے ان کی اصلاح میں کسی قسم کی کوئی کمی وکوتاہی نہ برتنا کیونکہ یہ فرعون کی غلامی سے نجات ملنے کے بعد ایک مشرک قوم کو دیکھ کر ایک معبود بنا دینے کا مطالبہ کر چکے تھے مگر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے رعب ودبدبے کا ان پر اثر تھا جبکہ ہارون علیہ السلام ایک نرم مزاج انسان تھے۔ ان تمام باتوں کے پیش نظر انھوں نے اپنی روانگی کے وقت قوم کا خاص خیال رکھنے کی نصیحت کی۔

بنی اسرائیل اور بچھڑے کی عبادت

بنی اسرائیل کی اخلاقی ودینی حالت پر جن شکوک کا سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو خدشہ تھا وہ سب سچ ثابت ہوا اور شرک سے لگاؤ رکھنے والی اس نافرمان قوم نے اللہ تعالیٰ کے تمام تر احسانات کو پس پشت ڈال کر بچھڑے کی عبادت شروع کر دی جسے سامری وجادوگر نے قبطیوں کے زیورات سے بنایا تھا، سامری جادوگر نے اس بچھڑے کے ڈھانچے میں اس مٹی سے ایک مٹھی بھر مٹی ڈال دی جسے اس نے جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدموں کے نشانات سے لیا تھا، اس بچھڑے سے گائے کی طرح آواز بھی نکلتی تھی۔ سیدنا ہارون علیہ السلام کے لاکھ سمجھانے اور وعظ ونصیحت کرنے کے باوجود یہ لوگ اپنے شرک کو چھوڑنے کے لیے تیار نہ ہوئے، ان کم عقل مشرکوں نے یہ بھی خیال نہ کیا کہ نہ تو وہ ان سے ہم کلام ہوتا ہے اور نہ ہی کسی معاملہ میں ان کی راہنمائی کرتا ہے لیکن پھر بھی نافرمان قوم نے اسے اپنا معبود سمجھ کر اس کی عبادت شروع کر دی اور ساری کرتوت میں ان کے ظلم و ستم کا خاص کردار تھا، جو قوم ظلم وستم کرے وہ خالق کی قدر ومنزلت کو کہاں پہچان سکتی ہے۔ بہرحال سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے شرک پر انھیں تنبیہ کی تو پھر انھیں توبہ کا احساس ہوا اور انھوں نے اپنی زبان سے عرض کی کہ لَئِنْ لَمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ "اگر ہمارے پروردگار نے ہم پر رحم نہ کیا اور ہمیں معاف نہ کیا تو ہم برباد ہو جائیں گے۔"

وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِنْ بَعْدِي أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ وَأَلْقَى الْأَلْوَاحَ وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ قَالَ ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي وَكَادُوا يَقْتُلُونَنِي فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْأَعْدَاءَ وَلَا تَجْعَلْنِي مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر سرزنش اور ہارون علیہ السلام سے جواب طلبی

اللہ تعالیٰ نے سیدنا ہارون علیہ السلام کو کوہِ طور پر ہی اس واقعہ کی اطلاع دے دی کہ قوم کی اکثریت شرک میں مبتلا ہو چکی ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طبیعت ویسے بھی جوشیلی تھی لیکن اس اطلاع نے انھیں اور پریشان کر دیا، چنانچہ طور سے لوٹتے ہی موسیٰ علیہ السلام نے قوم کی سخت انداز سے سرزنش کرتے ہوئے کہا: بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِنْ بَعْدِي أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ تم نے میری عدم موجودگی میں یہ کیا ستم کیا کہ اپنے رب کے تمام تر احسانات کو پس پشت ڈال کر ایک بچھڑے کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنا کر اس کی پوجا پاٹ کر کے اپنے دامن کو ناپاک کیا۔ قوم کی سرزنش سے فارغ ہوئے تو غم وغصہ کی شدت میں تختیاں جن پر تورات لکھی ہوئی تھی ڈال دیں تو ہارون علیہ السلام کی داڑھی اور سر کے بال کھینچتے ہوئے کہا کہ تم نے یہ سب کس طرح برداشت کر لیا؟ ہارون علیہ السلام نے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا: ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي وَكَادُوا يَقْتُلُونَنِي فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْأَعْدَاءَ وَلَا تَجْعَلْنِي مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ میری ماں جائے! میں نے ان کی نصیحت اور خیر خواہی میں کوئی کمی نہ چھوڑی تھی لیکن یہ اس قدر ضدی قوم ثابت ہوئی کہ انھوں نے میری بات کو کسی خاطر میں لائے بغیر اسے نہ صرف ماننے سے انکار کیا بلکہ مجھے قتل

کردینے کی دھمکیاں بھی دیں لہٰذا اس طرح میری سرزنش کر کے انھیں خوش ہونے کا موقع نہ دیں اور مجھے ان جیسا ظالم کسی صورت مت سمجھیں، میں ان کے اس مشرکانہ طرز عمل سے بالکل بری ہوں۔

حالت غصہ اور فرمان رسول ﷺ

سیدنا ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ قَائِمٌ فَلْيَجْلِسْ فَإِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ وَإِلَّا فَلْيَضْطَجِعْ. ''جب تم میں سے کسی ایک کو غصہ آئے تو اگر وہ کھڑا ہے تو بیٹھ جائے اور اگر بیٹھنے سے غصہ دور نہ ہو تو وہ لیٹ جائے۔''
(سنن ابی داود کتاب الادب باب مایقال عند الغضب ص 868 رقم الحدیث: 4782 الموسوعۃ الحدیثیۃ مسند امام احمد بن حنبل ج 35 ص 278 رقم الحدیث: 21348) رسول اللہ ﷺ انسان کو تکلیف دینے سے منع فرمایا کرتے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: تو اپنے بھائی کی دین و دنیا میں پہنچنے والی مصیبت پر خوش نہ ہو (بلکہ تو اللہ سے دعا کر کہ وہ) اسے اس سے نجات دے اور تجھے اس میں مبتلا نہ کرے۔ (جامع الترمذی)

رسول اللہ ﷺ کا طرز عمل

رسول اللہ ﷺ تین چیزوں سے اللہ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے: (۱) مصیبت کی (شدت و سختی) تباہی تک پہنچ جانے (۲) قضاء وقدر کی برائی (۳) دشمنوں کے خوش ہونے سے۔ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الدعوات باب التعوذ من جھد البلاء ج 22 ص 120 رقم الحدیث: 6347 الموسوعۃ الحدیثیۃ مسند امام احمد بن حنبل ج 12 ص 310 رقم الحدیث: 7355 مسلم کتاب الذکر والدعاء باب فی التعوذ من سوء القضاء ج 9 جزء 17 ص 27 رقم الحدیث: 2707)

سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر جب یہ حقیقت عیاں ہوئی کہ ہارون علیہ السلام بے قصور ہیں تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ اے میرے رب! مجھے اور میرے بھائی کو معاف فرما اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما تو سب سے بڑھ کر رحمت فرمانے والا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے۔ مشاہدہ کرنے والا سنی ہوئی خبر والے کی طرح نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ نے جب انھیں خبر دی کہ ان کی قوم کے لوگ ان کے بعد فتنے میں مبتلا ہو گئے ہیں تو انھوں نے تختیوں کو نہ ڈالا مگر جب موسیٰ علیہ السلام نے خود دیکھ لیا تو تختیاں ڈال دیں۔ (الموسوعۃ الحدیثیۃ مسند امام احمد بن حنبل ج 4 ص 260 رقم الحدیث: 2447 المستدرک الحاکم کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ الاعراف ج 3 ص 51 رقم الحدیث: 3303)

اخذ شدہ مسائل

(1) انسان کسی چیز کو دیکھنے یا سننے سے اس کا اثر قبول کرتا ہے لیکن رؤیت سماع سے زیادہ اثر انداز ثابت ہوتی ہے جیسا کہ بنی اسرائیل نے بعض لوگوں کو گائے کی پوجا کرتے ہوئے دیکھا تھا اور انھوں نے موسیٰ علیہ السلام سے الٰہ مقرر کرنے کا مطالبہ کیا تھا (2) فکری جمود اور نادانی انسان کو ہلاکت کی طرف لے جاتی ہے (3) جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو وہ اسے نافرمانی کے بعد ندامت اور توبہ واستغفار کرنے کی توفیق عطا فرماتے ہیں (4) غصہ انسان کی طبع سے ہے اس پر اسے ملامت نہیں کیا جاسکتا لیکن اس حالت میں بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی جائز نہیں (5) انسانی معاشرہ فطری طور پر طاقتور کی بات مانتا ہے اور کمزور کی سچی بات کی طرف توجہ تک بھی نہیں دیتا (6) انسان کو فیصلہ کرتے وقت فریقین کی بات کو غور سے سنتے ہوئے معقول عذر کو قبول کرنا چاہیے۔

ضروری اعلان

حضرت الامیر شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی حفظہ اللہ نے مرکزی مجلس عاملہ وشوریٰ کا اجلاس مورخہ 23 مارچ 2015ء بروز سوموار صبح 9:00 بجے مرکزی دفتر جامع مسجد قدس اہلحدیث چوک دالگراں لاہور میں طلب کر لیا ہے۔ ارکان جماعت پابندیٔ وقت کے ساتھ تشریف لائیں۔ (ادارہ)

عبادلہ ثامنہ

عبدالرشید عراقی قسط نمبر 2 آخری

مولانا عبداللہ معمار امرتسری رحمہ اللہ

قادیانی فتنہ کی تردید میں برصغیر پاک وہند کے جن علماء اہلحدیث نے اپنی زندگیاں صرف کردیں اور اس فتنہ کے استیصال کے لیے جو تحریری و تقریری خدمات انجام دیں ان کی ایک مختصر فہرست حسب ذیل ہے:

(۱) شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلویؒ (۲) مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالویؒ (۳) مولانا محمد بشیر احمد سہوانیؒ (۴) شیخ الاسلام امام المناظرین مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ (۵) امام العصر مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ (۶) مناظر اسلام مولانا ابوالقاسم سیف بنارسیؒ (۷) مولانا احمد دین گکھڑویؒ (۸) مولانا محمد حسین گھرجاکھیؒ (۹) متکلم اسلام مولانا محمد حنیف ندویؒ (۱۰) مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ (۱۱) شیخ العرب والعجم حافظ محمد گوندلویؒ (۱۲) مجتہد العصر حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ (۱۳) سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ (۱۴) شہید اسلام علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ (۱۵) حافظ محمد ابراہیم کمیرپوریؒ (۱۶) مولوی حبیب اللہ امرتسری (۱۷) مولانا عبدالمجید خادم سوہدرویؒ (۱۸) مولانا عبداللہ گورداسپوریؒ (۱۹) شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ (۲۰) مولانا محمد مدنی بن حافظ عبدالغفور جہلمی (۲۱) مولانا محمد عبداللہ معمار امرتسریؒ۔

مولانا محمد عبداللہ معمار رحمہ اللہ نے تحریر اور تقریر کے ذریعے قادیانی فتنہ کے استیصال کے لیے جو خدمات انجام دیں وہ برصغیر پاک و ہند کی تاریخ اہلحدیث کا ایک درخشندہ باب ہے۔ آپ نے تحریری طور پر اس فتنہ کی تردید میں تین کتابیں تالیف فرمائیں، ان کتابوں کی مختصراً تفصیل حسب ذیل ہے۔

عالم کباب مرزا

مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ پشین گوئی کی تھی کہ "محمدی بیگم" کے ہاں ایک لڑکا ہوگا، جب تک وہ اپنی برائی وبھلائی کی شناخت کرے، دنیا پر ایک سخت مصیبت آئے گی، اس لیے اس لڑکے کا نام "عالم کباب" رکھا جائے گا۔ اس رسالہ میں مرزا صاحب کی اس پشین گوئی کی تکذیب کی گئی ہے اس کے علاوہ دوسری چند پشین گوئیوں کی بھی تکذیب ہے۔

(صفحات 18 مطبع ثنائی امرتسر طبع اول 1937ء)

مغالطات مرزا عرف الہامی بوتل

اس رسالہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کے عجیب وغریب مغالطات پرانا دجل وفریب، الہامات مخفی درمخفی چالوں اور متناقض بیانات کا انکشاف کرکے ان کی مفصل ومدلل تردید کی گئی ہے۔ (صفحات 30 مطبع ثنائی امرتسر طبع اول 1935ء)

محمدیہ پاکٹ بک

اس پاکٹ بک میں بنی کاذب مرزا غلام احمد قادیانی کی تصانیف اور قادیانی لٹریچر سے بکثرت پشین گوئیاں جمع کی گئی ہیں اور انھیں واقعات، دلائل اور شواہد سے غلط اور خلاف واقعہ دکھایا گیا ہے۔ نیز ختم رسالت، حیات مسیح، نزول عیسیٰ دلچسپ ہیں۔ محمدیہ پاکٹ بک پہلا ایڈیشن مرے خیال میں 1935ء میں شائع ہوا اور دوسرا ایڈیشن جنوری 1926ء میں شائع ہوا۔ چوتھا ایڈیشن جولائی 1964ء ربیع الاول 1384ء میں شائع ہوا۔ پانچویں ایڈیشن کی اشاعت مئی 1971ء ربیع الاول 1391 میں ہوئی، صفحات کی تعداد 703 ہے۔

اس کتاب میں ختم نبوت اور کذاب مرزا پر نئے نئے دلائل قارئین کے سامنے لائے گئے ہیں اور مرزائیوں کے نئے نئے اعتراضات کا مدلل ومسکت جواب دیا گیا ہے۔ یہ کتاب مرزائیت کی تردید میں ایسی لاجواب کتاب ہے کہ مرزائیت کے متعلق کسی مسئلے یا اعتراض کے لیے کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں رہتی اور یہ کتاب دیگر کتابوں سے بے نیاز کردیتی ہے۔ اس کتاب کی ترمیم واضافہ میں مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی، مولانا محمد حنیف ندوی اور پروفیسر عبدالقیوم ایم اے رحمہ اللہ اجمعین نے بہت تعاون کیا، اللہ تعالیٰ ان علمائے کرامؒ کی خدمات کو شرف قبولیت بخشے۔ محمدیہ پاکٹ بک کے مطالعہ سے نوشہرہ گلے زماں کے بابو عبدالغنی گلزئی

ریلوے اسٹیشن ماسٹر جو 9 سال سے مرزائی تھے۔ دوبارہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

محمدیہ پاکٹ بک پر علامہ سید سلیمان ندویؒ نے درج ذیل تبصرہ فرمایا ہے کہ محمدیہ پاکٹ بک میں مرزا کی تصنیفات اور قادیانی لٹریچر سے بکثرت پشین گوئیاں جمع کی گئی ہیں اور انھیں واقعات، دلائل اور شواہد سے ناقابل رد طریق پر دکھایا ہے کہ وہ غلط اور خلاف واقعہ نکلیں۔ اکثر موقعوں پر مرزا صاحب نے پشین گوئیوں کے غلط ٹھہرنے پر تاویلیں کی تھیں۔ فاضل مؤلف نے دلائل سے ان تاویلوں کا پردہ بھی چاک کیا ہے پھر ختم نبوت اور حیات مسیح اور نزول مسیح وغیرہ سے متعلقہ مسائل پر دلچسپ بحثیں ہیں۔ یہ کتاب صحیح مناظرانہ اصولوں پر لکھی گئی ہے، طریق استدلال پرزور طرز ادا دلچسپ اور لب ولہجہ متین اور سنجیدہ ہے۔ (معارف اعظم گڑھ ج1935ء)

مولانا محمد عبداللہ معمار فاضل مرزائیات تھے، آپ نے 7 رجب 1329ھ بمطابق 26 اپریل 1950ء کو گوجرانوالہ میں انتقال کیا اور قبرستان کلاں میں سپرد خاک کردیے گئے اللھم اغفرلہ وارحمہ۔

مولانا عبداللہ الکافی القرشیؒ

مولانا عبداللہ الکافی القرشیؒ بنگال کے نامور اہلحدیث عالم، مفسر قرآن، محدث اور مؤرخ و محقق اور تحریک پاکستان کے اکابرین میں سے تھے۔ تحریک آزادئ وطن میں ان کی خدمات سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہیں انھیں بنگال کا ابوالکلام آزاد کہا جاتا تھا اور ان کا شمار نامور مسلم لیگی رہنماؤں میں ہوتا تھا، ان کی جماعتی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ آپ مدتوں مشرقی پاکستان میں جمعیت اہلحدیث کے صدر رہے، آپ شب زندہ دار عالم دین تھے۔ آپ بہت زیادہ اتباع سنت کا اہتمام کرتے تھے، تصنیف و تالیف کا عمدہ ذوق رکھتے تھے۔ آپ نے مختلف موضوعات پر عربی و اردو اور بنگلہ زبان میں کتابیں تالیف فرمائیں۔

آپ کی تصانیف کی فہرست حسب ذیل ہے: تفسیر سورۃ فاتحہ (اُردو)، کلمہ طیبہ (اُردو)، کتاب الایمان (عربی)، مسائل تراویح (اُردو) صیام رمضان (اُردو) عید قربان (اُردو) الاحکام (عربی) القسطاس المستقیم (عربی، اُردو)، لاپتہ مرد کی بیوی (اُردو) سیاسی آزادی اور اقتصادی تفریق (بنگلہ)، مسئلہ موسیقی (بنگلہ)، الاقتداء (اُردو)، تردید عرس (اُردو) رد خانقاہ (اُردو) تراجم رجال الفرق (عربی)، میرا سفر حج (اُردو)، الکافیہ (اُردو)، نبوت محمدی (اُردو)، میری جیل داستاں (اُردو) تاریخ اہلحدیث (بنگلہ)، تاریخ الخوارج (عربی) تحریک اہلحدیث (عربی)، کشف الضاح (اُردو)، نورالہدیٰ (عربی)، شمامۃ العنبریہ (اُردو) حسن الساعی (عربی)، ابراہین المحمدیہ (عربی)، مجمع الفوائد (عربی)، الافشاء (عربی)، الدرۃ المنتقی (اُردو)، الرسائل (اُردو)، فرقہ بندی (اُردو) ہندوستان کی زبان (اُردو) الشمامۃ العطر (عربی) وغیرہ ہیں۔ مولانا عبداللہ الکافی القرشیؒ نے 4 جون 1950ء کو وفات پائی اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا عبداللہ الباقی القرشیؒ

مولانا عبداللہ الکافی القرشی کے بھائی جید عالم دین، محقق و مؤرخ جامع الکمالات دینی و مذہبی رہنما اور تحریک پاکستان میں ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ دعوت دین کے داعی، مبلغ و واعظ، عربی، اردو اور بنگلہ زبانوں پر بھی انھیں عبور تھا۔ آپ 1952ء میں رحلت فرمائی۔

حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ

مجتہد العصر، شیخ الاسلام، مفسر قرآن، محدث دوراں، مؤرخ ومحقق، علوم اسلامیہ کے متبحر عالم، بحرالعلوم اور علوم آلیہ کے بحر زخار، مفتی، مدرس، مصنف، واعظ و مبلغ، مناظر اسلام پیکر علم، سراپا تحقیق، عابد و زاہد، صوم داؤدی کے پابند، خشیت الٰہی میں متحرک، بہت بڑے متبع سنت، نماز تہجد کے پابند، خاموش طبع، خوش اخلاق وخوش گفتار یہ تھے حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ جن کے علم وفضل کا برصغیر کے نامور علمائے حدیث نے بھی اعتراف کیا ہے،

مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالویؒ (م 1338ھ) فرماتے ہیں کہ حافظ عبداللہ روپڑی علم وفضل میں حافظ عبداللہ غازی پوریؒ کے ہم پلہ ہیں۔

(ماہنامہ اشاعۃ السنۃ)

امام حدیث مولانا عبدالرحمن محدث مبارک پوریؒ شارح جامع ترمذی (م 1353ھ) فرماتے ہیں کہ حافظ عبداللہ روپڑی جیسا ذی علم اور لائق اُستاد پورے ہندوستان میں نہیں ملے گا۔

مؤرخ اہلحدیث مولانا محمد اسحق بھٹی حفظہ اللہ لکھتے ہیں کہ حافظ

عبداللہ روپڑی جلیل القدر عالم اور اونچے مرتبے کے معلم تھے، وہ درسیات پر عمیق نگاہ رکھتے تھے اور قرآن وحدیث کے ہر پہلو پر ان کی محققانہ نظر تھی، فقہ اور فتاوٰی کے مختلف گوشوں پر ان کو عبور حاصل تھا، ان کے فتاوٰی نہایت مدلل ہوتے تھے اور ان کی تحریروں سے ان کی مجتہدانہ بصیرت آشکارہ ہوتی ہے۔ (روپڑی علمائے حدیث)

حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ عربی واُردو کے بلند پایہ مصنف تھے ان کی چھوٹی بڑی تصانیف کی تعداد 58 کے قریب ہے، چند معروف تصانیف حسب ذیل ہیں: امامت مشرک، اہل حدیث کی تعریف، الفاء الشمعہ، اہلحدیث کے امتیازی مسائل، اہل سنت کی تعریف، تحقیق التراویح فی جواب تنویر المصابیح، تعلیم الصلوٰۃ، تقلید اور علمائے دیوبند، حکومت اور علمائے ربانی، درایت تفسیری، ردبدعات، رسالہ وسیلہ بزرگان، سماع موتی، طلاق ثلاثہ، کلمہ توحید، مرزائیت اور اسلام، مسئلہ زیارت قبور، مسئلہ عرس اور گیارھویں، مودودیت اور احادیث نبویہ، الکتاب المسطاب فی جواب فصل الخطاب (عربی جو علامہ سید محدث انور شاہ کاشمیری دیوبندی کی کتاب فصل الخطابت کے جواب میں لکھی)، مظہر النکات شرح مشکوٰۃ، وراثت اسلامی، شرح صحیح بخاری (عربی)، توحید الرحمن بجواب استمداد از عباد الرحمان، فتاوٰی اہلحدیث (دو جلدیں)۔ حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ نے 20 اگست 1964ء، 11 ربیع الثانی 1384ھ لاہور میں رحلت فرمائی اناللہ وانا الیہ راجعون۔ نماز جنازہ حضرت العلام شیخ العرب والعجم اُستاذ العلماء حافظ محمد محدث گوندلویؒ نے پڑھائی اور گارڈن ٹاؤن کے قبرستان میں تدفین ہوئی۔

مولانا عبداللہ اوڈ رحمہ اللہ

لفظ اوڈ کے بارے میں مؤرخ اہلحدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ رقمطراز ہیں کہ تقسیم ملک سے پہلے ''اوڈ'' کا لفظ بہت مشہور تھا، جس کا اطلاق ایک خاص قسم کے مسلمان معاشرے کے لوگوں پر ہوتا تھا۔ وہ لوگ بھیڑ بکریاں پالتے تھے اور جنگلوں میں چل پھر کر زندگی بسر کرتے تھے، نہایت جفاکش اور محنتی لوگ تھے۔ موٹے کپڑے کے چھوٹے چھوٹے خیمے اپنے ساتھ رکھتے تھے، گدھے اور اونٹ سامان لادنے اور ایک مقام سے دوسرے مقام تک لے جانے کے لیے ان کے پاس ہوتے تھے۔ وہ کسی کھلی جگہ پر خیمے نصب کر دیتے اور جب تک مناسب سمجھتے وہاں رہتے، بڑی بڑی لاٹھیاں ان کے ہاتھوں میں ہوتی تھیں اور خونخوار کتے ان کی محافظ فوج تھی۔

(کاروان سلف ص 181)

مولانا عبداللہ کا تعلق اسی اوڈ برادری سے تھا، ان کے والد محترم کا اسم گرامی مولوی محمد سلیمان تھا جو علمائے غزنویہ امرتسر سے مستفیض تھے، انھوں نے ریاست پٹیالہ کے ایک شہر ''بھنڈہ'' میں سکونت اختیار کی تھی اور وہاں ایک دینی درسگاہ ''مدرسہ سلیمانیہ'' کے نام سے قائم کیا تھا۔ مولوی محمد سلیمان نے جون 1931ء میں وفات پائی۔

مولانا عبداللہ اوڈ نے دینی تعلیم مدرسہ غزنویہ امرتسر میں مولانا نیک محمد امرتسریؒ اور مولانا عبدالغفور غزنویؒ سے حاصل کی اسکے بعد امرتسر سے دہلی تشریف لے گئے اور مولانا عبدالوہاب صدری دہلوی کے مدرسہ دارالکتب والسنۃ میں داخلہ لیا اور ان سے کتب احادیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ مولانا عبداللہ اپنے والد گرامی کی زندگی ہی میں فارغ التحصیل ہوگئے تھے۔ اپنے والد کی رحلت کے بعد اوڈ برادری کے سربراہ مقرر ہوئے آپ یکم جون 1931ء تا 28 اکتوبر 1966ء تک اوڈ برادری کے سربراہ رہے۔ مولانا عبداللہ اوڈ نے منڈی فاضلکا میں سکونت اختیار کی تھی۔ انھوں نے وہاں ایک مسجد تعمیر کروائی اور اس کے ساتھ درس وتدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا اور ان سے بے شمار طلباء نے استفادہ کیا۔ مولانا عبداللہ اخلاق وعادات کے اعتبار سے جامع الکمالات تھے۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ لکھتے ہیں کہ فاضلکا میں مولانا عبداللہ اوڈ کو نہایت احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم بھی ان کی عزت کرتے تھے، سرکاری حلقوں میں بھی وہ اپنا اثر رکھتے تھے آپ پہلے عالم دین تھے جنھوں نے قیام پاکستان سے قبل موٹر کار خریدی تھی۔ مولانا عبدالوہاب صدری دہلوی سے تعلیم حاصل کرنے کی وجہ سے مولانا عبداللہ اوڈ جماعت غرباء اہلحدیث میں شامل ہوگئے اور جماعت کے صدر بھی رہے۔ قیام پاکستان کے بعد ضلع سرگودھا کے چک 20 ایم بی میں سکونت اختیار کی، جہاں آپ نے 28 اکتوبر 1966ء کو 63 برس کی عمر میں وفات پائی تھی۔

حدیث قرطاس اور اس کی حقیقت

مفتی محمد عبیداللہ خاں عفیف

قسط نمبر 1

رسول اللہ ﷺ نے اپنی آخری بیماری میں اپنی وفات سے چار دن قبل بروز جمعرات اپنے اصحاب ؓ سے فرمایا: قرطاس یعنی کاغذ (قلم) لاؤ میں ایک تحریر لکھوا دوں جس کے بعد کبھی گمراہ نہیں ہوگے۔ سیدنا عمر ؓ نے فرمایا کہ اس وقت مرض کی تکلیف میں اضافہ ہو رہا لہٰذا آپ ﷺ کو کسی قسم کی زحمت دینا مناسب نہیں اور ضروری احکام کے لیے کتاب اللہ کافی ہے۔

بعض نامعلوم الاسم حضرات کی یہ رائے تھی کہ لکھوا لینا مناسب ہے۔ اس اثناء میں کچھ صحابہ ؓ نے جن کے نام کسی روایت میں دستیاب نہیں ہیں۔ کہا: **أهجر رسول الله ﷺ استفهموه** "کیا آپ ہم کو داغ مفارقت دے رہے ہیں، آپ سے پوچھیے تو سہی" (فتح الباری 169/8)

اس وقت اس تحریر کے لکھوانے کے لیے آپ ﷺ کا حکم یہ قطعی نہ تھا ورنہ اس کے بعد آپ چار روز زندہ رہے مگر اس کے باوجود اس کے متعلق کچھ نہ فرمایا۔

واقعہ تو محض اتنا سا ہے جو اوپر بیان ہوا مگر معترضین معاندانہ روش کے تحت سیدنا عمر فاروق ؓ پر بڑی شد و مد کے ساتھ درج ذیل تین اعتراض کرتے چلے آ رہے ہیں۔

(۱) سیدنا عمر فاروق ؓ نے رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کو معاذ اللہ ہذیان قرار دیا ہے کیونکہ **هَجَرَ** کا معنی ہذیان (یاوہ گوئی) کیا جاتا ہے اور اس کو سیدنا عمر ؓ کا مقولہ ٹھہرایا جاتا ہے (۲) ایسی اہم تحریر کہ جس کے بعد قیامت تک گمراہی کا خطرہ نہ رہتا سیدنا عمر فاروق ؓ نے لکھوانے سے روک دیا (۳) سیدنا عمر فاروق ؓ نے **حسبنا کتاب اللہ** فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ حجیت حدیث کے قائل نہیں۔

اعتراض اول کا جواب

لفظ **هَجَرَ** سیدنا عمر فاروق ؓ کا مقولہ نہیں۔ کتب اہل سنت میں کوئی ایک صحیح روایت بھی اس بہتان کے ثبوت میں باوجود تلاش بسیار کے نہیں مل سکی۔ حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ فرماتے ہیں کہ کسی روایت میں یہ اشارہ تک نہیں کہ **أهجر استفهموه** سیدنا عمر ؓ کا قول ہے۔ لفظ یہ ہیں: **انه قاله من قاله** "کہنے والا کون ہے کوئی پتہ نہیں" (فتح الباری 168/8)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اس اعتراض کے جواب میں فرماتے ہیں کہ اول تو یہ کہاں سے بہ یقین ثابت ہوگیا کہ لفظ **أهجر استفهموه** عمر نے کہی، اکثر روایتوں میں **قالوا** (جمع کا صیغہ) واقع ہے یعنی کہنے والا ایک نہیں، متعدد ہیں۔ (تحفہ اثنا عشریہ ص: 597) اسی طرح قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م 1225ھ) یہ تصریح فرماتے ہیں کہ کسی صحیح روایت میں نہیں ہے کہ یہ مقولہ حضرت عمر ؓ نے کہا تھا۔ (السیف المسلول ص: 302) معترضین صدیوں سے ایسی روایات کی تلاش میں سرگرداں ہیں مگر تلاش بسیار کے باوجود ایسی روایت پیش نہیں کر سکے جس میں اس مقولے کی نسبت حضرت عمر فاروق ؓ کی طرف ثابت ہو اور آئندہ بھی ایسی روایت پیش نہیں کر سکتے۔

سند کی اہمیت

مسائل میں بے سند باتیں حجت نہیں ہوتیں۔ کسی شخص کا بلا سند کوئی بات کہہ دینا اہل علم کے ہاں کوئی وقعت نہیں رکھتا، لہٰذا اگر کسی عالم نے اسے حضرت عمر فاروق ؓ کا مقولہ تسلیم کر لیا ہے تو اسے دھوکا لگا ہے، کیونکہ معترضین نے افترا پردازی کی مہم اس زور سے چلائی اور عوام میں اس قدر پھیلائی کہ اس عام شہرت سے بعض خواص بھی دھوکے میں آ گئے، اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً امام مالک کے مذہب میں متعہ کا جواز اس قدر مشہور کیا گیا کہ صاحب ہدایہ جیسے فقیہ بھی دھوکا کھا گئے، کسی عالم کا دھوکے میں آ جانا کچھ بعید نہیں۔

اسی وجہ سے یار لوگوں سے ہمارا مطالبہ ہے کہ کوئی معتبر روایت بہ سند صحیح پیش کریں کیونکہ شریعت میں وہی روایت معتبر ہے جس کی سند کے راوی عادل اور تام الضبط ہوں۔ سند متصل ہو، معلل اور شاذ نہ ہو، کیونکہ سند، دین میں داخل اور اس کی محافظ ہے۔

حضرت سعد بن ابراہیم کہتے ہیں: لایحدث عن رسول اللہ ﷺ الا الثقات. "ثقہ لوگوں ہی کی بیان کردہ حدیث قبول کی جائے گی" (مقدمہ صحیح مسلم ص 12) حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں: الاسناد من الدین ولولا الاسناد لقال من شاء ماشاء.

"سند، دین میں داخل ہے اور اگر سند نہ ہوتی تو ہر شخص جو چاہتا کہہ ڈالتا۔"

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ ہی فرماتے تھے: بیننا وبین القوم القوائم یعنی الاسناد۔ "ہمارے اور لوگوں کے درمیان پائے ہیں، ان کی مراد سند سے ہے۔" (جیسے جانور بغیر پاؤں کے تھم نہیں سکتا ویسے ہی حدیث بغیر سند کے جم نہیں سکتی، یعنی سند دین کی محافظ ہے)

ان تصریحات سے ثابت ہوا کہ سند دین میں داخل ہے۔ قبول روایت کے لیے سند صحیح کا ہونا ناگزیر امر ہے، ورنہ پھر سند تو ایک بے کار شے ہو جائے گی

مولانا عبدالحی لکھنوی فرماتے ہیں: تلك الاخبار لا یعتبر بها مالم یعلم سندها ومخرجها .... المرسل انما هو ما ارسل راوی الحدیث وترك الواسطة بینه وبین النبی ﷺ لا مجرد قول کل من قال قال رسول اللہ ﷺ لزم ان یکون قول العوام والسوقیة قال قال رسول اللہ ﷺ کذا مرسلاً والوجه فیه ان الارسال والانقطاع ذلك من صفات الاسناد ویتصف الحدیث بواسطته فحیث لا اسناد فلا ارسال ولا انقطاع ولا اتصال هو مجرد نقل اعتمادا علی الغیر ومن المعلوم ان صاحب الهدایة وغیره من من اکابر الفقهاء ومؤلف احیاء العلوم من اجلة العرفاء لیسوا من المحدثین ولا من المخرجین وان کانوا فی الفقه والتصوف وغیرهما من الکاملین.

"احادیث تب ہی معتبر ہوں گی جب ان کی سند صحیح ہو اور ان کا مخرج قابل اعتماد ہو، مرسل وہ حدیث ہوتی ہے کہ راوی حدیث درمیانی واسطہ چھوڑ کر نبی ﷺ سے روایت کرے، لہٰذا کسی عامی اور بازاری آدمی کی بلاسند روایت مرسل نہیں ہوگی کیونکہ ارسال اور انقطاع دونوں اسناد کی صفات ہیں لہٰذا اصطلاحی ارسال اور انقطاع کے وجود ہی سے کوئی حدیث مرسل یا منقطع ہو سکتی ہے، نہ کہ کسی عامی آدمی کے سند کے بغیر قال رسول اللہ ﷺ کہہ دینے سے، لہٰذا جہاں سند نہ ہوگی تو وہاں ارسال، انقطاع اور اتصال بھی نہیں ہوگا اور سب جانتے ہیں کہ صاحب ہدایہ (علامہ مرغینانی حنفی) اور صاحب احیاء العلوم (امام غزالیؒ) اگرچہ اکابر فقہاء و عارفین میں سے ہیں اور فقہ اور تصوف میں کاملین میں شمار ہوتے ہیں مگر نہ محدث ہیں اور نہ مخرج۔" (ظفر الامانی ص 189) لہٰذا ہدایہ اور احیاء العلوم میں بہت سی درج احادیث قابل اعتماد نہیں ہیں۔

ھجر کے لغوی معنی

ہجر کے معنی صرف ہذیان ہی کے نہیں بلکہ یہ مفارقت، چھوڑ دینے اور جدائی کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ المنجد ص 55 میں ہے: ھجر چھوڑ دیا، یا تعلق توڑ لیا۔

القاموس الوحید ص 1741 میں ہے: ھجر یھجر ھجرا (ن): الگ ہونا، دور ہونا۔ ھجر فی مرضه وفی نومه فی الشیء وبه کسی چیز کا شوق اور دلچسپی سے ذکر کرنا۔

مصباح اللغات ص 977 میں اس کا معنی چھوڑ دینا، قطع تعلق کرنا لکھا ہے۔ علامہ وحید الزماں نے اللغات الحدیث (6/9) میں لکھا ہے: ھجر ضد الوصل۔ (ہجر، وصل، ملاقات) کی ضد ہے، (جدائی)

علامہ محمد طاہر گجراتی کتاب مجمع البحار جو خاص حدیث کی لغت ہے میں لکھتے ہیں: یحتمل ان یکون معناه ھجر کم رسول اللہ ﷺ من الھجر ضد الوصل "احتمال ہے کہ ھجر کم رسول اللہ میں ہجر، وصل کی ضد ہو جس کا معنی جدائی ہے۔" (مجمع البحار 2/475)

(جاری ہے)

دفاعِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

محمد احسان الحق شاہ ہاشمی

قسط نمبر 3

قرآن و سنت کی روشنی میں صحابہ ؓ کا خود اپنا دفاع سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ کا محتاط فتویٰ

ایک قبیلے والوں نے سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ اگر ایک لڑکی کا محض نکاح ہوا ہو اور رخصتی سے پہلے اس کا خاوند فوت ہو جائے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ مجھے اس کے بارے میں علم نہیں (نہ تو میں نے قرآن مجید میں اس کے متعلق کوئی حکم پایا اور نہ ہی اس بارے میں کوئی حدیث میرے علم میں ہے) وہ لوگ کئی مرتبہ آئے بالآخر سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: اچھا میں اپنی سمجھ کے مطابق تمہیں بتاتا ہوں (پھر اپنے دفاع میں فرمایا) لیکن اگر میری بات درست ہوئی (بعد میں کوئی حدیث مل جانے پر درست نکلی) تو اللہ کی طرف سے سمجھنا اور اگر غلط نکلے تو میری اور شیطان کی طرف سے سمجھنا (اسے چھوڑ دینا) پھر فرمایا کہ وہ (غیر مدخولہ) لڑکی چار ماہ اور دس دن تک عدت گزارے گی، حق مہر بھی پائے گی اور اپنے میاں کی وراثت میں بھی حصہ دار ہوگی۔

صحابیِ رسول سیدنا معقلؓ بن یسار وہاں موجود تھے، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر بولے کہ نبی اکرم ﷺ نے بروع بنت واشق کے بارے میں اسی طرح کا فتویٰ صادر فرمایا تھا جیسا کہ آپؓ نے فرمایا ہے یہ سن کر سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ بہت خوش ہوئے۔ (تفسیر ابن کثیر ج 1 مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی، ابوداؤد، نسائی، دارمی) اصحاب رسول ﷺ کے تفقہ فی الدین کی مزید مثالیں دیکھنے کے لیے ملاحظہ فرمایئے بندۂ ناچیز کی تصنیف ''فقہ صحابہ''

بارش کے وقت سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ کا آذان دے کر وضاحت فرمانا

صحیح بخاری میں ہے: عن نافع ان ابن عمر اذن بالصلاۃ فی لیلۃ ذات برد و ریح فقال الا صلوا فی الرحال ثم قال ان رسول اللہ ﷺ کان یأمر المؤذن اذا کانت لیلۃ ذات برد و مطر یقول الا صلوا فی الرحال. ''سیدنا نافعؒ سے مروی ہے کہ ایک یخ ٹھنڈی رات کو سیدنا عبداللہ بن عمرؓ نے آذان دی تو کہا الا صلوا فی الرحال (نماز گھروں میں ادا کر لو) پھر فرمایا کہ جب بھی ٹھنڈی اور بارش والی رات ہوتی تھی تو رسول اللہ ﷺ مؤذن کو الا صلوا فی الرحال کہنے کا حکم دیا کرتے تھے۔'' (صحیح بخاری باب الرخصۃ فی المطر والعلۃ ان یصلی فی رحلہ)

لوگوں کی حیرت پر سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ کی وضاحت

مرورِ زمانہ کے مطابق کبھی کسی مسنون کام کا متروک ہو جانا ناممکن نہیں لیکن اگر کوئی متروک سنتوں کو زندہ کرنا چاہے تو لوگ تعجب کرتے ہیں اس کی چند مثالیں پہلے گزر چکی ہیں۔ صحابہ کرامؓ متروک سنن کا احیاء کرتے ہوئے نہ تو جھجکتے تھے اور نہ ہی شرماتے تھے بلکہ تعجب اور اعتراض کرنے والوں کو آگاہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا یہ عمل خود ساختہ نہیں بلکہ سنت نبویؐ کا عکاس اور ترجمان ہے۔

اس ضمن میں صحیح بخاری میں سیدنا عبداللہ بن حارثؒ سے مروی یہ واقعہ برہانِ قاطع ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں: فی یوم ذی ردغ فامر المؤذن لما بلغ حی علی الصلاۃ قال: قل الصلاۃ فی الرحال، فنظر بعضھم الی بعض فکانھم

انکروا قال کانکم انکرتم هذا ان هذا يفعله من هو خير منى يعنى النبى ﷺ انها عزمة وانى كرِهتُ ان اخرجكم ''ہمیں (بروز جمعہ) خطبہ دیا تو مؤذن جب حی علی الصلاۃ پر پہنچا تو انھوں نے اسے الصلاہ فی الرحال کہنے کا حکم دیا (یہ سن کر) لوگ تعجب سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے جیسے انھوں نے اسے بُرا سمجھا ہو، یہ دیکھ کر سیدنا عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا: شاید تم لوگوں نے اسے برا سمجھا ہے حالانکہ اسی طرح انھوں نے بھی کیا تھا جو مجھ سے (کہیں) بہتر تھے یعنی نبی پاک ﷺ، اگرچہ جمعہ فرض ہے لیکن میں نے تمھیں باہر نکالنا اچھا نہ سمجھا۔ (صحیح بخاری باب هل يصلى الامام بمن حضر و هل يخطب يوم الجمعة فى المطر)

لوگوں کی ناپسندیدگی پر عائشہؓ کی وضاحت

از روئے حدیث نمازِ جنازہ مسجد اور جنازہ گاہ ہر دو مقامات پر ادا کرنا مسنون اور جائز ہے لیکن گردشِ زمانہ اور ایک عرصہ تک مسلسل جنازہ گاہ میں ادائیگی کی وجہ سے بعض لوگوں نے نمازِ جنازہ مسجد میں ادا کرنا معیوب سمجھ لیا۔

چنانچہ صحیح مسلم میں ہے: عن ابو سلمة ابن عبد الرحمن ان عائشة رضى الله عنها لما توفىٰ سعد ابن ابى وقاص قالت ادخلوا به المسجد حتىٰ اصلى عليه فانكروا ذلك عليها فقالت والله لقد صلى رسول الله ﷺ على البنى بيضاء فى المسجد سهيل و اخيه. ''سیدنا ابو سلمہ بن عبدالرحمن فرماتے ہیں کہ جب سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ فوت ہوئے تو سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا: اسے مسجد میں لے آؤ تاکہ میں بھی اس پر نمازِ جنازہ پڑھ لوں اس پر لوگوں نے تعجب کیا تو ام المومنینؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! نبی ﷺ نے بیضاء کے دونوں بیٹوں سہیل اور اس کے بھائی کا جنازہ مسجد میں ادا فرمایا تھا۔

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ اور نمازِ جنازہ

عن طلحة قال صليتُ خلف ابن عباس على الجنازة فقرأ بفاتحة الكتاب قال ليعلموا انها سنة. سیدنا طلحہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عباسؓ کی اقتداء میں نمازِ جنازہ پڑھی تو انھوں نے فاتحہ پڑھی اور فرمایا: یہ (لوگ) جان لیں کہ یہی سنت طریقہ ہے، اس حدیث سے نہ صرف نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا مسنون ثابت ہوتا ہے بلکہ اس میں جہری نمازِ جنازہ کی دلیل بھی موجود ہے اس لیے اگر سیدنا عبداللہ بن عباسؓ دل ہی دل میں فاتحہ پڑھتے تو مقتدیوں کو کیسے معلوم ہوتا؟ سو انھوں نے جہراً پڑھی اور اپنے اس فعل کو اتباعِ سنت فرما کر یہ ثبوت فراہم کیا کہ یہ میرا مخترعہ عمل نہیں بلکہ نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے، نیز یہ دورِ صحابہ تھا، صحابہ کرامؓ کی ایک کثیر تعداد بقیدِ حیات تھی لیکن کسی صحابیٔ رسول (ﷺ) نے ان پر اعتراض نہ کیا جو کہ تائید مزید کی دلیل ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ

از روئے قرآن فرقِ مراتب کے لحاظ سے انبیاء علیہم السلام کے بعد صدیقین کا مقام ہے ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی بھی تھے اور صدیق بھی کما فی القرآن: اوذكر فى الكتاب ابراهيم انه كان صديقا نبيا. (مریم) نبی آخرالزماں ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا تو ساتھ صدیق بھی پیدا فرمایا جنھیں نہ صرف حضر، سفر اور قبر میں آپ کی رفاقت کا اعزاز حاصل ہے بلکہ حشر میں بھی اسے آنحضرت ﷺ کی معیت کا شُرف حاصل ہوگا سیدنا ابن ابو قحافہؓ ایثار و قربانی میں اتنے مخلص تھے کہ سفرِ ہجرت میں جب غارِ ثور کے دہانے پر پہنچے تو رسول اللہ ﷺ سے مؤدبانہ عرض پرداز ہوئے کہ پہلے میں غار میں اُتر کر دیکھتا ہوں کہ کہیں کوئی موذی چیز تو نہیں پھر جا کر غار کی صفائی کی اور اپنی چادر کو پھاڑ کر اس میں موجود سوراخ بند کیے۔ صرف ایک سوراخ بچ گیا جس پر ایڑی رکھ کر بیٹھ گئے اور نبی اکرم ﷺ کو قدم رنجہ فرمانے کی دعوت باسعادت دی۔

اتفاق سے اسی ایک سوراخ میں گھسے ہوئے سانپ نے سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو ڈس لیا، بہت ضبط کے باوجود بوجہ تکلیف ان کی آنکھوں سے آنسو اُمڈ کر آنحضرت ﷺ کے رخسارِ انور پر جا گرے۔ آپ ﷺ نے

ان سے وجہ معلوم کی اور پھر اپنا لعاب دہن ان کی ایڑی پر لگایا جس نے فوراً تریاق کا کام کیا (ایک اس وقت اور ایک نبی ﷺ کی وفات حسرت آیات کے وقت جناب صدیق کے آنسو آپ کے چہرۂ انور پر گرے جب انھوں نے خبر ملتے ہی آ کر رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک سے چادر اُٹھا کر آپ ﷺ کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا)

وہ صدیق جنھیں رسولِ عربی ﷺ نے اپنی حیاتِ طیبہ میں اپنے مصلیٰ امامت پر کھڑا کیا جن کے بارے میں لسانِ نبوت سے اعلان ہوا۔ کہ میں نے دنیا میں ہر محسن کے احسانات کا بدلہ چکا دیا ماسوائے ابوبکر کے، کہ اس کے کچھ حقوق مجھ پر باقی ہیں جن کا بدلہ روزِ قیامت چکایا جائے گا۔ افسوس! انھیں بھی بعض لوگوں نے ہدفِ تنقید بنایا، ذیل میں آپؓ پر کیے گئے بعض اعتراضات اور ان کی حقیقت پیش خدمت ہے۔

پہلا اعتراض

سیدنا صدیق اکبرؓ کے بارے میں ناروا باتیں کرنا اچھنبے کی بات ہے۔ غیروں کے لگائے زخم تو مندمل ہو گئے مگر خود کو صرف مسلمان ہی نہیں مومن کہلانے والوں کے وار سے آنے والے زخم بہت گہرے ہیں۔ مثلاً یہ کہنا کہ جب غارِ ثور میں وہ نبی پاک ﷺ کے ساتھ تھے اور لالچ کے پجاریوں کا ایک دستہ غار کے منہ پر پہنچ گیا تو ابوبکرؓ ڈر گئے، تب آنحضرت ﷺ نے انھیں تسلی دیتے ہوئے فرمایا: لا تحزن ان الله معنا یہ کہنا محض مخالفت برائے مخالفت ہے۔

سب جانتے ہیں کہ حزن کے معنی ''ڈرنا'' نہیں بلکہ ''غم کرنا'' ہے اور معلوم ہے کہ غم دوسرے کے لیے ہوتا ہے، اپنی جان کا تو خوف ہوا کرتا ہے۔ کسی کا کوئی عزیز فوت ہو جائے تو ہم جا کر اس سے یہ نہیں کہتے ہیں کہ ڈرو نہیں بلکہ یوں کہتے ہیں کہ ''غم نہ کرو'' جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا لختِ جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ آپ کی آغوش میں اللہ کو پیارا ہو گیا تو آپ ﷺ کی چشم ہائے مبارکہ سے آنسوؤں کی لڑیاں بہنے لگیں مگر آپ ﷺ فرماتے جا رہے تھے: ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا مایرضه ربنا وانا بفراقك یا ابراهیم لمحزونون آنکھیں رواں ہیں، دل مغموم ہے، پر ہم کچھ نہیں کہتے ماسوائے اس کے جس پہ ہمارا رب راضی ہو اور ابراہیم ہم تیری جدائی پر بہت غمزدہ ہیں۔

دوسرا اعتراض

سیدنا ابوبکر صدیقؓ پر ایک الزام یہ عائد کیا جاتا ہے کہ انھوں نے نبی اکرم ﷺ کی رحلت کے بعد خلافت پر قبضہ کر لیا تھا جبکہ یہ علی مرتضیٰؓ کا حق تھا اور یہ الزام بھی مثل بیت العنکبوت ہے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ نبی پاک ﷺ کی وفات کی خبر آتے ہی آپ کی جانشینی کا مسئلہ کھڑا ہو گیا تھا۔ سقیفہ بنو ساعدہ میں انصار و مہاجرین جمع ہو گئے، مہاجرین کا موقف یہ تھا کہ ہم نبی ﷺ پر پہلے پہل ایمان لانے والے، آپ کے ساتھ ہجرت کرنے والے اور آپ کے شانہ بشانہ کفر کے سامنے سینہ سپر ہونے والے ہیں اس لیے ہم آپ کی جانشینی کے مستحق ہیں۔

انصار کا کہنا تھا کہ ہمیں نبی ﷺ کا میزبان ہونے کا شرف حاصل ہے، ہم نبی ﷺ کا ساتھ دینے والے، ان پر ایمان لانے والے۔ ان کے ساتھ ہر میدان میں کود جانے والے، مقامی لوگ آپ ﷺ کی جانشینی کا استحقاق رکھتے ہیں اس بات نے اتنا طول پکڑا کہ تلواریں نیاموں سے نکل آئیں، قریب تھا کہ کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آ جاتا۔ اسی اثناء میں سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے موقع پر پہنچ کر حالات کو سنبھالتے ہوئے حدیث رسول ﷺ سنائی: الائمة من القریش چنانچہ اسی موقع پر (ابوبکر صدیقؓ کی متانت دیکھ کر) انھیں مسندِ خلافت پر بٹھا دیا گیا۔

اگر سیدنا صدیق اکبرؓ جبراً قبضہ کرتے تو جو تلواریں پہلے ہی بے نیام ہو چکی تھیں فوراً اپنا کام کر دکھاتیں اور خون کی ندیاں بہہ جاتیں۔ انصارِ مدینہ کبھی بھی اپنے موقف سے پیچھے نہ ہٹتے کیونکہ وہ بھی پکے مسلمان تھے اور اپنا حق لینا خوب جانتے تھے۔ اسی طرح اگر سیدنا علی المرتضیٰ صرف اپنے آپ کو ہی خلافت کا حقدار سمجھتے اور ان کی نظر میں کسی نے ان کا حق مارا ہوتا تو وہ کبھی بھی خاموش نہ رہتے، وہ تو شیرِ خدا کے لقب سے ملقب اور سچے مومن تھے۔

اگر سیدنا علی المرتضیٰؓ ناراض ہوتے تو اپنی اہلیہ دختر رسول سیدہ فاطمہؓ کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو مصلی امامت پر کبھی کھڑا نہ کرتے اور نہ ہی ابوبکرؓ کی وفات کے بعد اپنے ہاں پیدا ہونے والے بیٹے کا نام ابوبکر رکھتے، نیز اگر سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے دل میں مسند خلافت کا لالچ ہوتا تو وہ سیدنا عمر فاروقؓ کو کبھی بھی اپنے بعد خلیفہ نامزد نہ کرتے بلکہ اپنی اولاد یا قبیلہ والوں کو ترجیح دیتے۔

تیسرا اعتراض

کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد سیدہ فاطمہؓ نے سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے اپنے والد (ﷺ) کی وراثت سے حصہ طلب فرمایا لیکن انھوں نے دینے سے انکار کر دیا تھا جبکہ یہ الزام بھی بے بنیاد اور بودا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ دختر رسول اللہ ﷺ نے وراثت سے حصہ مانگا تھا لیکن صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ذیشان ہے کہ نحن معشر الانبياء لانرث ما تركنا صدقة. ہم گروہ انبیاء کی وراثت تقسیم نہیں ہوتی، ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے یہ سن کر خاتون جنت خاموش ہوگئی تھیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ احادیث کے مطابق جب سیدنا علیؓ نے سیدنا عباسؓ کی معیت میں خلیفہ اول سے نبی ﷺ کے ترکہ میں سے سیدہ فاطمہؓ کا حصہ مانگا، تب بھی انھوں نے یہی جواب دیا تھا جس پر یہ لوگ خاموش ہو گئے تھے۔

مزید عرض ہے کہ جو لوگ یہ الزام عائد کرتے ہیں نعوذ باللہ صدیق اکبرؓ دنیا کے ''حریص'' تھے، اگر ایسا ہوتا تو وہ وراثت رسول کی تقسیم میں ذرا بھر دیر نہ کرتے کیونکہ اس صورت میں ان کی اپنی بیٹی (سیدہ عائشہ صدیقہؓ) کو بھی حصہ ملتا اور وہ سیدہ فاطمہؓ کو دینے سے پہلے ملتا کیونکہ شریعت اسلامیہ میں سب سے پہلے متوفی کی اہلیہ کو حصہ ملتا اور جو بچ جائے وہ باقی ورثاء میں تقسیم کیا جاتا ہے، اگر نبی ﷺ کا ترکہ تقسیم کیا جاتا تو ازواج نبی کا حصہ تقسیم کرنے کے بعد جو بچتا اس میں سے نصف سیدہ فاطمہؓ کو ملتا اور باقی نصف عم رسول اللہ ﷺ سیدنا عباسؓ کی طرف منتقل ہو جاتا، اگر سیدنا عباسؓ بھی رسول اللہ ﷺ کے ترکہ کے قانونی وارث ہوتے تو وہ بھی اپنا حصہ طلب فرماتے لیکن اس بارے میں تاریخ بالکل خاموش ہے۔

اگر بالفرض مان بھی لیا جائے کہ سیدنا علیؓ مصلحتاً اور خوف فساد خلق سے ناگفتہ رہ گئے تھے تو سوال یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے چھ سالہ دور خلافت میں وہ حق کیوں نہ لیا؟ پھر ان کے بعد ان کے بیٹے حضرت حسن بھی چھ ماہ تک مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو انھوں نے بھی اپنی ماں کا حصہ کیوں نہ لیا؟ ان سب باتوں کا ایک ہی جواب ہے کہ سیدنا علیؓ کو سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی صداقت پر یقین تھا، ان بات سن کر سیدنا علیؓ تسلیم کر چکے تھے کہ انبیاء کا ترکہ تقسیم نہیں کیا جاتا اس لیے کہ جو کچھ وہ چھوڑ کر جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور صدقہ کا حصول بنو ہاشم کے لیے جائز نہیں (جاری ہے)

بقیہ: درس حدیث اسلام ایک معتدل اور امن پسند مذہب ہے اس نے ہمیشہ جبر اور تشدد کی نفی کرتے ہوئے اس کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے حالات کو پیش نظر رکھ کر مختلف سزائیں بھی مقرر کی ہیں تاکہ معاشرے میں اعتدال قائم رہے، اس کے ساتھ ساتھ مصائب، پریشانیوں اور بیماری پر صبر کی تلقین کرتے ہوئے بندے کو اجر عظیم کی نوید بھی سنائی ہے تاکہ انسان کسی بھی حال میں اعتدال کا راستہ نہ چھوڑے کیونکہ بعض اوقات صبر کا دامن چھوڑ کر انسان خود بھی تباہی کا راستہ اختیار کرتا اور معاشرے کو بھی اسی کی نظر کر دیتا ہے۔ اسی لیے بیماری کے دوران بھی انسان کو صبر کا دامن نہ چھوڑنے کی تعلیم دیتے ہوئے صبر پر اسے بلندی درجات کی نوید سنا کر اسی بیماری کو جہنم سے آزادی کا سبب قرار دیا ہے جس معاشرے میں صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑا جائے وہ معاشرہ ہمیشہ امن کا گہوارہ ہوتا ہے، جرائم اس میں نہیں پنپ سکتے۔

دعائے صحت

مرکزی سیکرٹری اطلاعات جماعت اہلحدیث پاکستان مولانا شکیل الرحمن ناصر کے چھوٹے بھائی شفیق الرحمن صاحب گلاب دیوی ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔ تمام قارئین کرام تہہ دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو جلد از جلد صحتیاب فرمائے۔ آمین (ادارہ)

توہین آمیز خاکے اور عالم اسلام کا ردعمل

ڈاکٹر عبدالغفار رندھاوا

آج کل جمہوریت کا دور ہے اور ہر ملک جمہوریت کا دعویدار کہا جاتا ہے کہ ہر آدمی کو اظہار خیال کرنے اور مافی الضمیر بیان کرنے کا حق حاصل ہے لیکن دینی رہنماؤں، انبیاء کرام اور اللہ کی طرف سے معمور کیے ہوئے لوگوں پر تنقید کرنا اور اُن کا مذاق اُڑانا نہ جمہوریت ہے نہ ہی جمہوریت کے زمرے میں آتا ہے۔ جمہوریت کا دعویٰ کرنے والوں نے دنیا میں تقریباً ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے جذبات کو کس طرح مجروح کیا؟ افسوس صد افسوس! سوچنا یہ ہے کہ کیا دینی رہنماؤں اور انبیاء کرام کی تضحیک کرنے سے کسی قوم یا کسی فرد کی خدمت کا کوئی پہلو نکلتا ہے نہیں ہرگز نہیں کسی بھی نبی کے پیروکار اُن کے ارشادات کی غلط توضیح یا تشریح کر کے کوئی گستاخانہ اقدام کرتے ہیں وہ سریحاً گنہگار ہیں۔

اگر کسی بھی نبی کی اُمت کا کوئی شخص غلط کام کرتا ہے جس سے بنی نوع انسان کو پریشانی، دکھ یا صدمہ ہوتا ہے تو وہ اُس شخص کا ذاتی فعل ہے کسی بھی نبی کی توہین کرنا کسی طرح جائز اور برحق نہیں ہے بلکہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ ایک بین الاقوامی سازش ہے۔ اس کا نتیجہ مذاہب کے درمیان تصادم کو جنم دے گا جو کسی بھی فرد یا ملک کے لیے فائدہ مند نہیں ہے جس ملک یا جس شخص نے یہ جسارت کی ہے اس نے مذاہب کے درمیان تصادم کی فضا کو ہوا دی ہے۔

آج کل پوری اسلامی دنیا سخت غم و غصے کی صورت حال سے دوچار ہے کیونکہ توہین رسالت ﷺ پر مبنی اشاعت نے پوری مسلم اُمہ کو حالت اضطراب میں مبتلا کر دیا ہے۔ ایک مسلمان عملی اعتبار سے اسلام پر عمل نہ بھی کرے تو وہ اپنے محبوب رسول اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کرسکتا۔ کوئی بھی قوم اپنے مذہبی جذبات کی توہین برداشت نہیں کرسکتی تو پھر یہ مسلمان قوم دنیا کی سب سے طاقتور قوم ہے۔

یہ وہ قوم ہے جس کے پاس دنیا کا تین کروڑ اڑتالیس لاکھ اُنتیس ہزار سات سو نوے مربع کا علاقہ ہے یہ وہ قوم ہے جسکے پاس دنیا کا ستر فیصد تیل ہے، یہ وہ قوم ہے جو سونا، کوئلہ، قدرتی گیس کے ذخائر سے مالا مال ہے، یہ وہ قوم ہے جس کے پاس دنیا کا بہترین نہری نظام ہے، یہ وہ قوم ہے جو دنیا کی تمام بڑی آبی گزرگاہوں کی مالک ہے، یہ وہ قوم ہے جو دنیا کے ساتوں براعظموں میں موجود ہے اور یہ وہ قوم ہے جس کے پاس تمام قدرتی وسائل نہ بھی ہوتے تو لا الہ الا اللہ کی طاقت ہی کافی ہے۔

اس قوم کا ماضی اس بات کا آئینہ دار ہے کہ کئی بار اس قوم نے صرف اسی کلمے کی بدولت عرب و عجم کو سرنگوں کیا، بیک وقت تین براعظموں میں حکومت کی، یہ مسلمان قوم ہی ہے جو عوامی سطح پر ایک ہی قوم ہے، کشمیر ہو یا افغانستان، بوسینا ہو یا فلسطین سونامی کا طوفان ہو یا 18 اکتوبر کا دل ہلا دینے والا زلزلہ ہو، اس قوم نے جسد واحد ہونے کا کردار ادا کیا۔

مسلمان ایک زندۂ جاوید قوم ہے جو اپنے نبی ﷺ کے اشاروں پر مر مٹنے والی، اپنے نبی ﷺ کی محبت کو دین و ایمان سمجھنے والی قوم اپنے پیر و مرشد کے نام پر گھٹیا خاکوں کی اشاعت پر کیسے؟ کس طرح برداشت سے کام لے سکتی ہے؟ لگتا ہے کارٹون شائع کرنے والے فرد کو تاریخ کا مطالعہ نہیں ہے ورنہ اس کو بخوبی علم ہوتا کہ اس نے کس قوم کی غیرت کو للکارا ہے۔

ایک ہندو راج پال نے رسول کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کی تھی تو ایک مزدور نوجوان اس پر کس طرح ٹوٹ پڑا تھا۔ قائد اعظم محمد علی جناح آخری دم تک کہتے رہے کہ اس قتل سے انکار کر دے تجھے پھانسی کے پھندے سے بچا لوں گا مگر اس نے کہا یہی قتل تو میری بلندی درجات کا سبب ہے موت سے نہ ڈرنے والے کا نام آج بھی غازی علم دین شہید کی صورت مسلمانوں کے دلوں میں زندہ ہے 1988 میں سلمان رشدی کا انگریزی ناول کی ناول SAIT NIC VERSES شائع ہوا جس میں اسلام، قرآن اور رسول اکرم ﷺ کا انتہائی بے ہودہ واہیات اور

گستاخانہ انداز میں مضحکہ اڑایا گیا تھا اس ناول کے خلاف مسلمانوں میں شدید ترین ردعمل فطری بات تھی اور رشدی ملعون کی موت کا فتویٰ جاری کیا گیا تھا جو آج تک بزدلوں کی طرح چھپ چھپ کر زندگی گزار رہا ہے۔ مسلمان قوم کے نزدیک ذلت کی زندگی سے موت عزیز تر ہے اور نیک مقاصد کے لیے جان دینا شہادت اور عظمت ہے۔

عامر چیمہ کی قربانی نے یہ ثابت کیا کہ مسلمان اپنے نبی ﷺ کی خاطر مرنے کو اپنے لیے سعادت سمجھتے ہیں مسلمان سب کچھ برداشت کر سکتا ہے لیکن نبی اکرم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی برداشت نہیں کر سکتا، ڈنمارک کے خاکے ہالینڈ کی گستاخانہ فلم دیکھنے، سننے اور زندہ رہنے سے تو مر جانا ہزار گنا بہتر ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا واجب القتل ہے۔ ایسے واقعات سے تاریخ بھری پڑی ہے خود نبی اکرم ﷺ نے رحمۃ اللعالمین ہونے کے باوجود بھی اپنے گستاخوں کو معاف نہ کیا فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے عام معافی کا اعلان کر دیا کہ جو ابو سفیان کے گھر داخل ہو جائے اس کے لیے بھی معافی ہے، جو کعبۃ اللہ میں داخل ہو جائے تو اس کے لیے بھی عام معافی ہے اور جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے اس کے لیے بھی معافی ہے مگر وہ چند عورتیں جو آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کر رہی تھیں ان کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ کعبۃ اللہ کے پردوں کے پیچھے بھی چھپی پائی جائیں تو انھیں وہاں بھی قتل کر دو۔

یہ کھلی سی بات ہے کہ گستاخ رسول ﷺ کی سزا قتل ہے اس کے باوجود مغربی ممالک کے اخبارات کو توہین آمیز خاکے شائع کرنے کی جرات کیوں ہوئی؟ کیا انھوں نے سوچ رکھا ہے کہ مسلمان اپنے نبی ﷺ کے نام پر گھٹیا خاکوں کی اشاعت پر برداشت سے کام لیں گے؟ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا پوری دنیا کے مسلمان کس کٹھن حالات سے گزر رہے ہیں اس کا ادراک ہر شخص کو ہو چکا ہے۔ جس غیظ وغضب کا مظاہرہ وہ پوری دنیا میں دیکھ رہے ہیں معاملات کی سنگینی کو نہ روکا گیا اور توہین آمیز خاکوں کی روک تھام نہ ہوئی تو اس کے نتائج صدیوں تک بھگتنے پڑیں گے، توہین آمیز خاکوں کی اشاعت عالم اسلام کے خلاف نائن الیون کی طرح سوچی سمجھی سازش ہے تاکہ مسلمانوں کو دہشت گرد اور انتہاء پسند قرار دے کر ان کے خلاف کوئی بھی جواز بنایا جا سکے لیکن ایسا نہیں ہوگا کیونکہ مسلمان امت ایک بار متحد ہو چکی ہے اگر مسلم ممالک کے حکمران نبی رحمت ﷺ کی ناموس کے تحفظ کے لیے اٹھ کھڑے ہوں تو ہالینڈ، ڈنمارک اور فرانس کی ہٹ دھرمی منٹوں میں ختم ہو جائے گی۔

اب ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام مسلمان حکمران اپنے عوام کے ساتھ کھڑے ہو جائیں، پوری دنیا کے مسلمان فرانس، ڈنمارک، ہالینڈ، ناروے کے سفیروں کو ملک بدر کر دیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت کا تقاضا یہی ہے کہ ڈنمارک، ناروے اور فرانس کی حکومت سے بائیکاٹ کیا جائے اور ان ممالک میں اپنا اپنا سفارت خانہ بند کیا جائے۔ ان پر ہر قسم کی اقتصادی پابندیاں عائد کر دی جائیں اگر ان ممالک کے سفارت خانے بند نہ ہوئے تو احتجاج مزید شدت اختیار کر سکتا ہے کیونکہ پوری دنیا کے مسلمان بپھرے پڑے ہیں۔

اُمت مسلمہ غم سے نڈھال ہے حکمرانوں کو ڈر ہے کہ کہیں امریکہ ناراض نہ ہو جائے امریکہ کو جان لینا چاہیے کہ مسلمان دنیا کی ساری متاع اپنے پیغمبر کی حرمت پر نچھاور کر سکتے ہیں مگر ان پر کوئی آنچ برداشت نہیں کر سکتے۔ فرانسیسی جریدے نے نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس کے بارے میں گستاخانہ اور توہین آمیز خاکے بنا کر مسلم اُمہ کی روح کو تار تار کر دیا ہے۔

افسوس! کہ ہمارے حکمران اس بات سے ڈرتے ہیں کہ کہیں انھیں شدت پسند نہ کہہ دیا جائے، اپنی آزاد خیالی برقرار رکھنے کے لیے یہ مسلمان حکمران توہین رسالت ﷺ کو معمول کی کاروائی سمجھ کر نظر انداز کر رہے ہیں حالانکہ پچھلے دنوں ہالینڈ کی عدالت نے توہین آمیز فلم کے خلاف مسلمانوں کی درخواست مسترد کر دی ہے۔ حرمت رسول ﷺ کے مسئلے پر اسلامیان پاکستان نے جس طرح اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے وہ قابل قدر ہے جب بھی اس حوالے سے کسی بھی جماعت نے آواز اُٹھائی تو پاکستانی عوام نے اس پر لبیک کہا، پوری اسلامی دنیا کو یہ مطالبہ کرنا چاہیے کہ جن کے میڈیا نے توہین رسالت کی ہے ان مجرموں کو گرفتار کر کے انھیں کڑی سے کڑی سزا دی جائے تاکہ آئندہ کے لیے کسی کو نبی اکرم ﷺ کی توہین کرنے کی جسارت نہ ہو سکے۔

صرف اللہ ذوالجلال کو ہی پکارا جائے

میاں محمد جمیل

زندہ خدا کے سامنے نہ جھکنے اور اس سے نہ مانگنے والوں کا انجام

وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا (طٰہٰ: 111) وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ "لوگوں کے چہرے اس ہمیشہ زندہ اور ہمیشہ قائم رہنے والے کے آگے جھک جائیں گے" وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا "یقیناوہ شخص ناکام ہوگا جو ظلم کا بار اٹھائے ہوئے ہوگا۔" حشر کے دن نا صرف لوگوں کی آواز پست ہوگی بلکہ ہر کوئی رَبِّ نَفْسِيْ "میرے رب مجھے بچا۔" رَبِّ نَفْسِيْ "میرے رب مجھے بچا۔" کہتا ہوا رب ذوالجلال کے سامنے جھکا جا رہا ہوگا لیکن اس وقت جھکنے اور معافی مانگنے کا ظالم کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی دو صفات کا ذکر فرما کر یہ ثابت کیا ہے کہ لوگو! تم قیامت کا انکار کرو یا اقرار، بہرصورت تمہیں اُس رب کے حضور پیش ہونا ہے جو ہمیشہ سے زندہ اور قائم رہنے والا ہے اُسکی ذات، صفات اور اقتدار میں نہ کمزوری واقع ہوئی اور نہ ہوگی۔ بالآخر تمہیں اسی ذات کے سامنے جھکنا اور پیش ہونا ہے لیکن یاد رکھو جو شخص دنیا میں اس کی ذات اور حکم کے سامنے نہ جھکا اسے قیامت کے دن جھکنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ہر ظالم اپنے گناہوں کا بوجھ اُٹھائے ہوئے ہوگا۔ ہاں جس شخص نے حقیقی ایمان کے ساتھ صالح اعمال اختیار کیے اُسے کسی ظلم یا حق تلفی کا خطرہ نہیں ہوگا گویا کہ ظالم کو اس کے ظلم کی سزا اور نیک کو اس کی نیکی کی پوری پوری جزا دی جائے گی، یہاں ظلم سے پہلی مراد کفر اور شرک ہے جو کسی صورت بھی معاف نہیں ہوگا۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لِأَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا لَوْ كَانَتْ لَكَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا أَكُنْتَ مُفْتَدِيًا بِهَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيَقُوْلُ قَدْ أَرَدْتُ مِنْكَ أَهْوَنَ مِنْ هٰذَا وَأَنْتَ فِيْ صُلْبِ آدَمَ أَنْ لَا تُشْرِكَ أَحْسَبُهُ قَالَ وَلَا أُدْخِلَكَ النَّارَ فَأَبَيْتَ إِلَّا الشِّرْكَ۔ (رواہ مسلم: کتاب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنار)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ "سیدنا انس بن مالک" "عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لِأَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا" "نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں، آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جہنمیوں میں سے کم ترین عذاب پانے والے سے فرمائے گا" "لَوْ كَانَتْ لَكَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا" "اگر دنیا اور جو کچھ اس میں ہے تیرے پاس ہو۔" "أَكُنْتَ مُفْتَدِيًا بِهَا" "کیا تو اسے فدیہ کے طور پر دینے کے لیے تیار ہے؟" "فَيَقُوْلُ نَعَمْ" "وہ کہے گا جی ہاں!" "فَيَقُوْلُ قَدْ أَرَدْتُ مِنْكَ أَهْوَنَ مِنْ هٰذَا" "اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تجھ سے اس سے بھی ہلکی بات کا مطالبہ کیا تھا۔" "وَأَنْتَ فِيْ صُلْبِ آدَمَ" "جب تو آدم کی پشت میں تھا۔" "أَنْ لَا تُشْرِكَ أَحْسَبُهُ" "وہ یہ کہ میرے ساتھ شرک نہ کرنا۔" "قَالَ" "راوی بیان کرتا ہے۔" "وَلَا أُدْخِلَكَ النَّارَ فَأَبَيْتَ إِلَّا الشِّرْكَ" "آپ ﷺ نے فرمایا میں تجھے جہنم میں داخل نہ کرتا مگر تو شرک سے باز نہ آیا۔"

دعائے مغفرت

گذشتہ دنوں حافظ واجد منیر کی والدہ محترمہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئی ہیں اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور توحید پرست خاتون تھیں۔ قارئین کرام تہہ دل سے دعا کریں اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جوار رحمت میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین (شریک غم: قاری شاہد محمود عاصم)

ناموس رسالت کا محافظ کون؟

قاری محمد حسن سلفی

اہل کفر کی طرف سے ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کی توہین کا سلسلہ نیا نہیں بلکہ بہت پرانا ہے۔ کفر کی سرشت ہی یہ ہے کہ جب شکست خوردہ ہوتا ہے تو پھر اوچھے ہتھکنڈوں اور ظلم و زیادتی پر اتر آتا ہے۔ پیارے نبی ﷺ اخلاق و مروت کے ساتھ کفار کو دین کی تعلیم دیتے لیکن کفار و مشرکین دلائل سے بات کرنے کی بجائے دشنام طرازی پر اتر آتے کبھی نام بگاڑتے تو کبھی ساحر و مجنون اور کاہن کہہ کر پکارتے کبھی قتل کے منصوبے بناتے تو کبھی پتھر مار مار کر لہولہان کر دیتے۔ آج بھی کچھ ملعون یہ لعنت خرید رہے ہیں اہل کفر کو اس بات کا بخوبی اندازہ ہو چکا ہے کہ ہم میدانوں میں کھڑے ہو کر مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے یعنی شکست کا بدلہ وہ ہمارے نبی کریم ﷺ سے لینا چاہتے ہیں۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

وہ بھی توہین آمیز خاکے بنا کر پہلے سلمان رشدی ملعون نے قرآن اور صاحب قرآن ﷺ کے بارے میں ہرزہ سرائی کی اور آج روپوش ہو کر اہل مغرب کی گود میں پناہ گزین ہے۔ پھر تسلیمہ نسرین معلونہ بھی پیچھے نہ رہی اس نے بھی اس لعنت کو اپنے ماتھے پر لگالیا۔ عراق میں شکست کے بعد ڈنمارک، ناروے اور دیگر یورپین ممالک نے گستاخانہ خاکے شائع کر دیے لیکن ان کی اس جسارت کے بعد اسلام کے پھیلاؤ میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ قرآن کریم کے مطالعہ میں اضافہ ہوا کیونکہ اسلام دنیا میں سب سے زیادہ پھیلنے والا مذہب بن گیا۔ برطانیہ میں مسلمانوں کی شرح پیدائش میں اضافے کی وجہ سے نام محمد ﷺ میں اضافہ ہو رہا ہے۔ لوگ محبت و عقیدت سے نام محمد ﷺ کو اپنا رہے ہیں۔

چرچ فار سیل یعنی برائے فروخت ہو رہے ہیں وہ مساجد میں بدلتے جا رہے ہیں یہود و ہنود اور صلیبی اس وقت سے خائف ہیں کہ جب یورپ میں مسلمان اکثریت میں ہو جائیں گے اور ہر طرف مسجدوں کے میناروں سے اشھد ان محمد رسول اللہ کی صدائے دلنواز گونجنے لگے گی اسی لیے وہ اب گستاخی و توہین پر اتر آئے ہیں حالانکہ ایسا کرنے سے ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کی شان کم نہیں ہو سکتی۔

مغرب اسے آزادی اظہار رائے کہہ کر غیر اہم کرنا چاہتا ہے لیکن مسلمان اسے ہی سب سے زیادہ اہم سمجھتے ہیں اس لیے کہ ہمارا ایمان اس عقیدت سے وابستہ ہے اگر ایمان سے یہ محبت اور احترام رسالت ﷺ نکال دیا جائے تو باقی کچھ نہیں رہتا۔ حدیث مبارکہ میں اسی لیے فرمایا گیا ہے: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ”تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک وہ اپنے ماں باپ اولاد اور ساری دنیا سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرے (صحیح بخاری)

سرکار دو عالم ﷺ کی ہستی اقدس ہی تو ہے جن پر اربوں کی تعداد میں درود و سلام پیش کیا جا رہا ہے۔ دنیا میں ڈیڑھ ارب مسلمان ہیں اگر ایک ارب مسلمان بھی نماز پڑھیں تو فرائض، نوافل، مستحبات، موکدہ اور غیر موکدہ سنتیں ملا کر ہر رکعت میں پڑھا جانے والا درود و سلام جو کھربوں کی تعداد میں پہنچ جاتا ہے۔ جن پر دن رات صبح اور شام اتنی بڑی تعداد میں ہدیہ درود و سلام پڑھا جائے ان کی شان کیسے کم ہو سکتی ہے؟ ورفعنا لك ذكرك کا وعدہ مالک کائنات نے سچا کر دکھایا۔ دنیا بھر میں لاکھوں موذن اشھد ان محمد رسول اللہ کا نعرہ بلند کرتے ہیں اذان دن اور رات کی ہر گھڑی دنیا میں کہیں نہ کہیں ضرور گونجتی رہتی ہے۔ ایک لمحہ اور سیکنڈ بھی ایسا نہیں کہ جب زمین و آسمان کی فضاؤں میں نام محمد ﷺ نہ گونجتا ہو۔

توہین کرنے والے کیا جانیں پیغمبر اسلام کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟ آج تک ان بدبختوں کو اس بات کی سمجھ نہیں آئی کہ اسلام تو وہ مبارک دین ہے جو سابقہ تمام انبیاء کرام کی نبوت و رسالت کا اقراری ہی نہیں بلکہ ان کا عزت ناموس کا محافظ بھی ہے۔ قرآن مجید میں سیدہ مریم علیہا السلام کا نام مبارک 34 مرتبہ اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نام پاک 25 مرتبہ آیا ہے۔

اسلام میں ایک نبی ﷺ کا انکار تمام کے انکار کے مترادف ہے اور اسلام سابقہ منزل من اللہ کتب وصحائف کو نہ صرف سچا مانتا ہے بلکہ ان کی سچائی کے انکار کرنے والے کا سلام معتبر نہیں رہتا۔ کیا آج کے عیسائی ایسے نبی کی توہین وتنقیص کریں گے جن کی ختم نبوت کا اقرار خود سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی عالم اروح میں کر چکے ہیں۔

اللہ رب العزت خود ناموس رسالت کا محافظ ہے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے: واللہ یعصمك من النّاس ''اے میرے نبی ﷺ آپ تبلیغ فرمائیں لوگوں کی اذیتوں اور تکلیفوں سے ہم آپ کو بچائیں گے۔ دوسری جگہ فرمایا: إِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ. بیشک ہم آپ کا استہزاء کرنے والوں کو کافی ہیں۔ تیسری جگہ فرمایا: لعمرك انهم لفی سكرتهم يعمهون. آپ کی عمر عزیز کی قسم یہ اپنے ہی نشے میں سرگرداں پھرتے ہیں چوتھی جگہ فرمایا: ان شانئك هو الابتر بیشک آپ کا دشمن ہی جڑ کٹا ہے۔

ان تمام آیات ربانی سے یہ بات واضح ہوگئی اللہ کو اپنے محبوب ﷺ کی حرمت وناموس کتنی عزیز ہے۔ ابولہب نے دعوت اسلام پر توہین آمیز زبان استعمال کی تو رب اکبر بھی جلال میں آگئے اور فرمایا: تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ. مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ. سَيَصْلَى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ. وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ. فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِنْ مَسَدٍ. ہاتھ ٹوٹ گئے ابولہب کے اور وہ تباہ ہوگیا اس کی کمائی اس کے کام نہ آئی عنقریب وہ بڑھکنے والی آگ میں ڈال دیا جائیگا اور اس کی بیوی ایندھن اٹھائے ہوئے ہوگی اس کے گلے میں بل دی ہوئی رسی ہوگی۔

معلوم ہوا کہ کوئی بھی گستاخ رسول عذاب الٰہی سے بچ نہیں سکتا۔ یہ چھپ کر بلوں میں گھس کر زندگی گذارنے پر مجبور ہوں گے، جب باہر نکلیں گے تو کوئی غازی علم الدین اور غازی عامر چیمہ جیسا ضرور ان تک پہنچے گا۔ اُمت مسلمہ کا ایک ایک فرزند ناموس رسالت پر کٹ مرنا اپنی سعادت سمجھتا ہے۔ ہم سب کچھ قربان کر سکتے ہیں لیکن حرمت رسول ﷺ پر آنچ برداشت نہیں کر سکتے۔

اہل کفران اوچھے ہتھکنڈوں اور قبیح حرکتوں سے نہ اسلام کے پھیلاؤ کو روک سکتے ہیں نہ مسلمانوں کے دلوں سے روح محمد ﷺ کو نکال سکتے ہیں۔ تہذیبوں کی اس جنگ میں صلیبی بری طرح شکست سے دوچار ہیں، وہ ہمارے نظام تعلیم اور دیگر رفاہی این جی اوز بنا کر کروڑوں ڈالر خرچ کر کے بھی اپنا ہدف پورا نہیں کر سکے۔ اس لیے کہ اللہ تعالی پہلے اعلان فرما چکے ہیں لیظهره على الدين كله اسلام دنیا میں دبنے کے لیے نہیں بلکہ تمام دوسرے ادیان باطلہ پر غالب ہونے کے لیے آیا ہے۔

اسلام زمانے میں دبنے کو نہیں آیا
اتنا ہی یہ اُبھرے گا جتنا کہ دبائیں گے

افسوس تو اس بات کا ہے کہ ہمارے ارباب اقتدار نے احتجاج کا وہ حق ادا نہیں کیا جو ہونا چاہیے تھا اور نہ ہی صرف ایک قرارداد سے بات چلے گی بلکہ فرانس کے سفیروں کو فوراً ملک بدر کر دیا جائے۔ تمام فرانسیسی مصنوعات اور برآمدات پر اسلامی جمہوریہ پاکستان میں پابندی عائد کی جائے۔ ہماری اسمبلیوں میں سارے ارکان مسلمان ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ اس نازک ترین پہلو پر بھی صرف زبانی جمع خرچ اور الفاظ کا ہیر پھیر کرنا اپنے منصب سے ناانصافی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی توہین کائنات کی سب سے بڑی دہشت گردی ہے۔

قاضی عیاضؒ الشفاء میں رقمطراز ہیں: خلیفہ ہارون الرشید نے امام مالکؒ سے گستاخ رسول ﷺ کے بارے میں پوچھا تو امام مالکؒ نے فرمایا: اس قوم کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں جن کے نبی ﷺ کی توہین کر دی گئی ہو اور انھوں نے بدلہ نہ چکایا ہو، اس گستاخی کا بدلہ کون لے گا یہ سعادت کس خوش نصیب کا حصہ بنتی ہے چشم فلک اس حسین نظارے کو دیکھنے کے لیے منتظر ہے۔

نماز اچھی روزہ اچھا حج اچھا زکوۃ اچھی
مگر میں باوجود ان کے مسلمان ہو نہیں سکتا
نہ کٹ مروں جب تک خواجہ یثرب ﷺ کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

تذکرہ کل جماعتی اہلحدیث علماء کنونشن کا

وقار عظیم بھٹی میر محمدی

بندۂ ناچیز کو درجہ مقبولیت حاصل کرنے والی تحریر لکھنے کا توفن نہیں مگر کبھی کوئی مشفق ومہربان ایک آدھ سطر سے حوصلہ افزائی کر دیتا ہے اور اس کے برعکس کوئی اختلافی زاویہ بھی سنائی دے جاتا ہے باوجود اس کے لکھنے والے کو چاہیے کہ ہمیشہ پڑھنے والے کے ردعمل پر احسان مند رہے کیونکہ پڑھنے والے کو حق حاصل ہے کہ وہ بے اعتنائی سے صفحہ پلٹ دے یا طائرانہ نظر ڈال کر رسالہ واخبار ایک طرف رکھ دے۔ حق وباطل کا معرکہ ازل سے جاری ہے، ہر دور میں اہل حق کو دبانے کی سرتوڑ کوششیں کی جاتی رہی ہیں خواہ وہ ابراہیمؑ کے مقابلے میں نمرود ہو یا موسیٰؑ کے مدمقابل فرعون یا پھر نبی رحمت ﷺ کے خلاف سرتوڑ کوششیں کرتا ہوا ابوجہل لیکن ہر دور میں حق ہی غالب رہا اور قیامت تک رہے گا۔ ان شاء اللہ

وطن عزیز ایک عرصے سے فتنوں کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے، یقیناً ان فتنوں کی ذمہ دار جہاں حکومت ہے وہاں علماء، سیاستدان اور عوام الناس بھی اس میں برابر کے شریک ہیں کیونکہ بزرگانِ دین کا مقولہ ہے کہ جس معاشرے کے چار گروہ علماء، حکمران، سیاستدان، تجار درست ہو جائیں تو وہ معاشرہ امن کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ دور حاضر کے ان فتنوں کی روک تھام کے لیے مناسب اقدام اختیار کرنے کی بجائے علماء اور نظام اسلام کے خلاف مہم چلائی گئی ہے اور بلامبالغہ یہ سب کچھ اغیار کے اشاروں پہ ہو رہا ہے۔ آج اگر ہم حالات کے تناظر میں نظر دوڑائیں تو داڑھی کو دہشت کی علامت گردانا جاتا ہے اور علماء حقہ کی آوازوں کو پست کرنے کے لیے طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کیے جا رہے ہیں اگر ہم ویسٹ کے تناظر میں دیکھیں تو وہاں آزادیٔ اظہار رائے کے نام پر مسلمانوں کی معزز ومحترم ہستی محمد رسول اللہ ﷺ کی اہانت ہوتی نظر آئے گی۔ ان کی توجہ اگر اس جانب مبذول کروائی جائے تو آزادیٔ اظہار رائے کا بے تکا سا جواب پیش کرتے ہیں کہ ہمارے ملک میں ہر شہری کو اپنے جذبات کی عکاسی کی مکمل آزادی ہے لہٰذا ہم ان کی اس آزادی پر قدغن نہیں لگا سکتے۔ اگر تصویر کا دوسرا رخ دیکھیں تو ہم پر یہ بات آشکارا ہوگی کہ آج کس طرح دنیا میں علماء اور اسلام کو بدنام کرنے کی سازشیں ہو رہی ہیں۔

ہاں تو میں ارباب اقتدار کے اندر اسلامی غیرت وحیاء کی روح پھونکنے کے لیے ایک منعقدہ سیمینار کے اغراض ومقاصد اس سوچ اور فکر کے تحت "شاید کہ اُتر جائے تیرے دل میں میری بات" پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ تمام اہلحدیث جماعتوں کے نمائندوں کا مشترکہ اجلاس 11 بجے جامع القدس چوک دالگراں لاہور میں مورخہ 15 فروری بروز اتوار انعقاد پذیرا ہوا جس میں کل جماعتی اہلحدیث علماء کنونشن منعقد کرنے کا اعلان ہوا جس کے تمام تر انتظامی امور کی ذمہ داری جماعت اہلحدیث کو سونپی گئی جسے انھوں نے بخوشی قبول کیا۔

حضرت الامیر نے ارکان جماعت بالخصوص سیکرٹری اطلاعات جماعت اہلحدیث پاکستان مولانا شکیل الرحمن ناصر اور امیر جماعت اہلحدیث پنجاب حافظ عبدالوحید شاہد روپڑی اور مولانا شاہد محمود جانباز امیر جماعت اہلحدیث لاہور کو حکم دیا کہ اپنے کارکنان کو پابند کریں کہ 18 فروری تک کنونشن کے تمام انتظامات مکمل کر کے کارگزاری کی رپورٹ پیش کریں لہٰذا تمام کارکنان نے شب وروز خوب محنت کر کے امیر محترم کو رپورٹ پیش کی جس پر انھوں نے اظہار اطمینان ظاہر کیا۔

الغرض یہ فقید المثال کنونشن بڑے تزک واحتشام کے ساتھ مورخہ 19 جنوری بروز جمعرات بعد از نماز ظہر جامع القدس چوک دالگراں لاہور شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی امیر جماعت اہلحدیث پاکستان کی زیر صدارت منعقد ہوا۔

کنونشن کے آغاز سے ایک گھنٹہ قبل اکابرین جماعت اہلحدیث کا مشاورتی اجلاس ہوا جس میں موضوع کنونشن ''سپیکر ایکٹ کی آڑ میں علمائے اہلحدیث کے خلاف امتیازی سلوک'' کے حوالے سے تبادلہ خیال کیا گیا اور یہ اعلامیہ جاری کیا گیا کہ حکومت علماء اہلحدیث کو تشدد کا نشانہ بنانے سے گریز کرے اور سپیکر ایکٹ کی آڑ میں ناانصافی کا مظاہرہ کر کے فرقہ واریت کو ہوا نہ دے بلکہ قانون کا یکساں نفاذ کرے تاکہ کسی ایک گروہ کی پشت پناہی نہ ہو۔ اکابرین نے کہا کہ ہم اس ایکٹ کی مکمل حمایت کرتے ہیں مگر اس کی آڑ میں علمائے اہلحدیث کے خلاف ہونے والی زیادتیوں کی بھرپور مذمت کرتے ہیں کیونکہ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے حکومت اس میں عدل وانصاف قائم کر کے امن وسکون کی فضاء ہموار کرے نہ کہ مغربی ایجنڈے کی تکمیل، اگر اسلام دشمن اور شرپسند عناصر کی سرکوبی کرنے کی بجائے علماء کو ہی ظلم وتشدد کا نشانہ بنایا جاتا رہا تو پھر یاد رکھیں نظام بدلے نہ بدلے حکمرانوں کو اپنا طرز حکمرانی بدلنا ہوگا۔ یوں اذانِ ظہر پر یہ مشاورتی اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا اور نماز ظہر حافظ صاحب کی امامت میں ادا کی گئی۔

نماز کے فوراً بعد کنونشن کا آغاز تلاوت قرآن مجید اور حمد ونعت سے ہوا۔ حافظ عبدالغفار روپڑی حفظہ اللہ نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اس لیے لوگوں کا دین اسلام پر یقین واعتماد بحال کروانا علماء وقت کی اہم ترین ذمہ داری ہے، کیونکہ آج کل اسلام دشمن طاقتوں کی زیادہ تر پبلیکشنز میں 60 سے 70% تحریریں اسلام کو نفرت اور تشدد کا مذہب بنا کر پیش کر رہی ہیں، وہ پوری طاقت وقوت سے اسلام اور محمد عربی ﷺ کی بے حرمتی میں کیوں جتے ہوئے ہیں؟ اس کی بنیادی وجہ دہشت گردی نہیں اور نہ ہی انھیں کسی دہشت گردی کا خطرہ ہے بلکہ انھیں صرف ایک ہی خوف لاحق ہے وہ مغرب میں اسلام کا تیزی سے پھیلنے کا رُجحان ہے کیونکہ ایک محتاط اندازے کے مطابق U.K اور فرانس میں پچھلے دس برسوں میں تقریباً ایک لاکھ افراد نے اسلام قبول کیا ہے۔ انھوں نے حکومت وقت کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ حکومت کو چاہیے کہ وہ ان تمام بدمعاشوں اور انسانیت کے دشمنوں کا قلع قمع کریں جنھوں نے امام الانبیاء کی توہین کی اور ان تمام ممالک سے سفارتی تعلقات منقطع کرنے چاہئیں جو رسول اللہ ﷺ کی توہین کرنے والوں کی پشت پر کھڑے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ہم لاؤڈ سپیکر کے ایکٹ کی حمایت کے ساتھ ساتھ حکومت سے مطالبہ بھی کرتے ہیں کہ اس ایکٹ پر بلا امتیاز عمل درآمد کروایا جائے کسی کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں ہونا چاہیے اور اس ایکٹ کو بہانہ بنا کر علماء اہلحدیث پر زیادتی بند کی جائے۔

ناظم الامور السیاسہ جماعت اہلحدیث پاکستان مفسر قرآن حافظ عبدالوہاب روپڑی حفظہ اللہ نے مفکرانہ خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے اسلاف میں اختلافات کے باوجود عزت واحترام کا رشتہ ہمیشہ قائم رہا اور ایک دوسرے کے عزت ووقار کو ملحوظ خاطر رکھا کرتے تھے، جب تک موجودہ علمائے کرام بھی تنگ نظری ومتعصبانہ رویے کو ترک کر کے وسعت القلبی کا مظاہرہ نہیں کرتے اور اسلاف کی ریت کو برقرار نہیں رکھتے تو ان میں اتحاد ممکن نہیں جبکہ آج پہلے سے کہیں زیادہ پیار ومحبت کی فضاء پیدا کرنے کی ضرورت ہے انھوں نے یہ بھی کہا کہ ہم اس علماء کونشن میں لاؤڈ سپیکر ایکٹ کی حمایت کرتے ہوئے حکومت سے اپیل کرتے ہیں کہ علمائے اہلحدیث کے خلاف اس ایکٹ کی آڑ میں امتیازی سلوک بند کیا جائے، انھوں نے کہا کہ ایسے پولیس افسروں کے خلاف کاروائی کا مطالبہ کرتے ہیں جنھوں نے بالخصوص اہلحدیث علماء کو نشانہ بنا رکھا ہے۔

کنوینئر تحریک دعوت توحید میاں محمد جمیل نے کہا کہ میں حافظ عبدالغفار روپڑی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جنھوں نے بروقت اور حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اہلحدیث علماء کنونشن کا انعقاد کیا۔ میری تمام علماء کرام سے گزارش ہے کہ متحد ومتفق ہو جائیں کیونکہ اسی میں ہی ہماری عزت بقاء ہے، قصر سلطانی کے گنبد پر بسیرا کرنا آپ کے شایان شان نہیں بلکہ اپنے اسلاف کی طرح سادگی کو اپناؤ، اپنے ذاتی مفادات کی سوچ کو ترک کر کے اپنے منصب کی لاج رکھتے ہوئے اور اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے اپنا کردار ادا کریں اس ایکٹ کی پاسداری کریں۔

مولانا امیر حمزہ کنوینئر تحریک حرمت رسول ﷺ نے اپنے خطاب میں حافظ عبدالغفار روپڑی کو علماء کنونشن کی صدارت پر مبارکباد پیش کی اور اس سلسلے میں اپنے مکمل تعاون کی یقین دہانی بھی کرائی۔ انھوں نے کہا کہ حکومت بے انصافی نہ کرے بلکہ انصاف کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھے۔ حکمران اپنی کرسی بچانے اور اخبارات میں زندہ رہنے کے لیے رسمی بیانات کی ڈرامہ بازی کو چھوڑ کر ملک وملت کے تحفظ کے لیے اپنی اپنی انا کے خول سے باہر نکلیں، قوم کی صحیح رہنمائی کیجیے، یہ آپ کا فرض بھی ہے اور قوم کا قرض بھی۔ مولانا سیف اللہ خالد قصوری مرکزی رہنما جماعۃ الدعوۃ پاکستان نے کہا کہ حکومت میں شامل اہلحدیث حضرات کو چاہیے کہ مسلکی وقار کو قائم رکھتے ہوئے حکومت وقت پر اپنی اہمیت اُجاگر کرکے دیگر جماعتوں کی طرح اہلحدیثوں کو مرکزی حیثیت دلوائیں۔

علامہ زبیر احمد ظہیر سینئر نائب امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان نے کہا کہ المناک بات یہ ہے کہ جن لوگوں کو ہم نے اپنے ووٹ سے منتخب کرکے پارلیمنٹ کے ایوانوں تک رسائی دی آج وہی ہمارے ساتھ ایسا بہیمانہ سلوک کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ مساجد ومدارس اور تعلیمی مراکز، جہاں بچوں کو روشن مستقبل کی تعلیم دی جاتی ہے انھیں دہشت گردی سے جوڑنا حکومت کی نااہلی کا واضح وٹھوس ثبوت ہے۔ آخر میں انھوں نے بھی اس ایکٹ کی حمایت کرتے ہوئے اس کی آڑ میں علماء اہلحدیث کے ساتھ امتیازی سلوک کی مذمت کی اور اس کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کو فی الفور بند کرنے کا مطالبہ کیا۔ پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی، مرکزی رہنما مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان اور رانا محمد نصر اللہ خاں امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث لاہور نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا کہ حکومت علماء پر پابندیاں لگانے کی بجائے چوروں، ڈاکوؤں اور اسلام دشمن عناصر کا خاتمہ کرے جو ملک میں بدامنی کا باعث بنتے ہیں۔

آخر میں جب شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کے فرزند ارجمند بقول شاعر ”جس کی آمد سے دریاؤں کے دل دہل جائیں“ کی شخصیت کے حامل اور کنونشن کے روحِ رواں علامہ حافظ ابتسام الٰہی ظہیر ناظم اعلیٰ جمعیت اہلحدیث پاکستان کو دعوت خطاب دی گئی تو سامعین میں ایک نیا جوش وولولہ کی ایک لہر دوڑ گئی، گویا حاضرین کے جذبات بے قابو ہو رہے تھے، انھوں نے اپنی گفتگو کا آغاز کرتے ہی کہا کہ

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

انھوں نے کہا کہ حکمرانوں آپ کے غلط اقدامات کی وجہ سے وطن عزیز کے دوست ایک دوسرے کے دشمن بن کر رہ گئے ہیں اپنے بیگانے ہو چکے ہیں اور ہمسائیوں کے دلوں سے ہمدردی کے جذبات مٹ چلے ہیں، ملک کی سرحدیں تو کیا غیر محفوظ ہوتا تھیں اب تو حالیہ اقدامات سے چاردیواری بھی گرتی ہوئی محسوس ہو رہی ہے مگر ایسے حالات میں بھی ہماری حالت اقوام عالم کے سامنے تیز آندھی میں کسی چٹیل میدان میں پڑے ہوئے تنکے سے مختلف نہیں، خدارا! پلٹ آؤ، امریکہ کی گود خالی کردو، قوم کو اعتماد میں لو اور اس کی توقعات پر پورے اُترو، دشمن کے سامنے ایک مرتبہ کھڑے ہو کر تو دیکھو، دیکھنا قوم تمھارے ساتھ بنیان مرصوص کا نقشہ کیسے پیش کرتی ہے؟

انھوں نے حکومت وقت کے ناروا سلوک کے خلاف بآواز بلند کہا کہ ہم حکومت کے ایمپلی فائر ایکٹ کو اس وقت تک تسلیم نہیں کریں گے جب تک گانا بجانے والوں اور فحاشی پھیلانے والوں پر بھی مکمل طور پر پابندی عائد نہیں کی جاتی جبکہ اہلحدیث علماء فرقہ واریت اور مسلکی اختلاف سے بالاتر ہو کر خالص قرآن وسنت کی تبلیغ وترویج کے لیے کوشاں ہیں اور رہیں گے لہٰذا پابندی صرف علماء پر ہی نہیں بلکہ سیاسی جماعتوں اور فحاشی وعریانی پھیلانے والے متفرق پروگرامز پر بھی پابندی عائد ہونی چاہیے۔

یہ بابرکت وشاندار کنونشن قاری عزیر احمد کی دل سوز دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا، کنونشن میں لاہور کے علماء وخطباء نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ نیز نماز عصر کے فوری بعد علماء وسامعین کی شاندار ولذیذ کھانے سے ضیافت کی گئی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کنونشن کو مؤثر اور علماء اہلحدیث میں اتحاد واتفاق کا سبب بنائے۔ آمین

□□□

WEEKLY
TANZEEM AHL-E-HADITH CPL-104
LAHORE

سلف صالحین کے طریق کار کا علمبردار

جامعہ اہلحدیث لاہور

تعارف: جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور الحمدللہ اپنے تعلیمی معیار اور قابل اساتذہ کے لحاظ سے انفرادی حیثیت کا حامل ہے۔ جس میں 28 قابل اور محنتی اساتذہ کرام تعلیمی فرائض سرانجام دینے پر مامور ہیں۔

قائم کردہ: حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ، خطیب پاکستان حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ، رئیس المناظرین حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑیؒ (تاسیس اول: 1914ء شہر روپڑ ضلع انبالہ۔ تجدید تاسیس: 1947ء لاہور)

شعبہ جات: جامعہ ہذا نو شعبوں پر مشتمل ہے: (1) تحفیظ القرآن الکریم (2) شعبہ تجوید قراءت (3) درس نظامی (4) وفاق المدارس السلفیہ (5) دارالافتاء (6) تصنیف وتالیف (7) فن مناظرہ (8) دعوت والارشاد (9) کمپیوٹر لیب (10) طب اور اس کے ساتھ ساتھ ایف اے تک عصری تعلیم کا معقول بندوبست۔

سعودی جامعات میں داخلے کے مواقع: جامعہ اہلحدیث کے طلباء کے لیے سعودی جامعات میں حصول تعلیم کے مواقع

وظائف: ہر ماہ طلباء کے لیے معقول وظائف

سالانہ اخراجات: جامعہ کا سالانہ خرچہ جس میں طلبہ کے قیام وطعام، ادویات، صابون، اساتذہ کرام وملازمین کی تنخواہوں سمیت ایک کروڑ چودہ لاکھ سے تجاوز کر چکا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ احباب کے تعاون سے پورا ہوتا ہے۔

تعمیری منصوبہ: اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ احباب کے تعاون سے بیسمنٹ گراؤنڈ فلور اور فرسٹ فلور پر تدریسی ورہائشی بلاک، کچن اور ڈائننگ ہال مکمل ہو چکے ہیں جبکہ مزید دو فلور کی اشد ضرورت ہے جس کا تخمینہ تقریباً 80 لاکھ روپے ہے۔

اپیل: یہ تمام کام اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے جاری ہیں اس لیے مخیر حضرات بڑھ چڑھ کر تعاون کا سلسلہ جاری رکھیں۔

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 7-0286-0107066 یونائیٹڈ بنک لمیٹڈ برانڈرتھ روڈ لاہور، پاکستان

منجانب: **حافظ عبدالغفار روپڑی** مہتمم اعلیٰ جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور 0300-9476230/042-37656730